سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2017

سوموار،12۔جون2017

(یوم الاثنین،16۔رمضان المبارک1438ھ)

سولہویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد30: شمارہ 7

383

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 12-جون 2017

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال 18-2017

مطالبات زر برائے سال 18-2017 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 76 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-ارب 71 کروڑ 43 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 11 تا 53 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 60 کروڑ 31 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 55 تا 74 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 78 کروڑ 81 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 75 تا 85 ملاحظہ فرمائیں۔

طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

384

مطالبہ نمبر PC21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-ارب 35 کروڑ 88 لاکھ 38 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 87 تا 110 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 77 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 111 تا 123 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 51 کروڑ 22 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 125 تا 146 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 54 کروڑ 43 لاکھ 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 147 تا 173 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 16-ارب 54 کروڑ 91 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 175 تا 341 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 46-ارب 65 کروڑ 60 لاکھ 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 359 تا 961 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15-ارب 95 کروڑ 28 لاکھ 7 ہزار روپے سے	تفصیلات مطالبات زر برائے

PC21011	زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔	سال18-2017جلد اول کے صفحات963 تا1029 ملاحظہ فرمائیں۔
		385
مطالبہ نمبر PC21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو9- ارب17 کروڑ20 لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد اول کے صفحات1031 تا1076 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو95-ارب59 کروڑ75لاکھ26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد اول کے صفحات1077 تا1176 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو16 کروڑ5لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب گھر"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد اول کے صفحات1177 تا1191 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو40-ارب74 کروڑ96لاکھ63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد اول کے صفحات1193 تا1457 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب7-ارب28 کروڑ42 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" خدمات صحت"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات1 تا492 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو13-ارب35 کروڑ85لاکھ10ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر	تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات493 تا544 ملاحظہ

	اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	فرمائیں۔

386

مطالبہ نمبر PC21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15-ارب 6 کروڑ 7 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 545 تا 690 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 70 کروڑ 33 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 691 تا 709 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9-ارب 79 کروڑ 64 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 711 تا 850 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 8 کروڑ 5 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "کوآپریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 851 تا 880 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7-ارب 56 کروڑ 70 لاکھ 53 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 881 تا 942 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7-ارب 47 کروڑ 57 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم

والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

کے صفحات943تا1069 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب96کروڑ9لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات 1071 تا1120 ملاحظہ فرمائیں۔

387

مطالبہ نمبر PC21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب52کروڑ30لاکھ58ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات 1121 تا1184 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21026

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو39کروڑ8 لاکھ75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات 1185 تا1201 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21027

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک۔ارب60کروڑ89لاکھ98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات1203 تا1217 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21028

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب73۔ارب 80 کروڑ 92لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017 جلد دوم کے صفحات1225 تا1230ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21029

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو22کروڑ38لاکھ89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال18-2017جلد دوم کے صفحات1231 تا1255ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 30- ارب 40 کروڑ 41 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1257 تا 1264 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3- کھرب 77- ارب 34 کروڑ 38 لاکھ 29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1265 تا 1445 ملاحظہ فرمائیں۔

388

مطالبہ نمبر PC21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 88 کروڑ 81 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1447 تا 1472 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 42- ارب 53 کروڑ 26 لاکھ 79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 - جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1473 تا 1494 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 48 کروڑ 56 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1495 تا 1506 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے "سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1507 تا 1511 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5- ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال-2017	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 18-2017 جلد دوم کے

PC13050	18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	صفحات 1537 تا 1541 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔کھرب 54۔ارب 71 کروڑ 48 لاکھ 22 ہزار ایک سو روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد اول کے صفحات 1 تا 1805 ملاحظہ فرمائیں۔

389

مطالبہ نمبر PC12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 44۔ارب 48 کروڑ 23 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1 تا 58 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 13 کروڑ 44 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 59 تا 63 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 45 کروڑ 9 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 65 تا 66 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 90۔ارب 70 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 67 تا 698 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 44۔ارب 51 کروڑ 74 لاکھ 83 ہزار 900 روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 699 تا 1040 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 18۔ارب 30 کروڑ 2 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے "میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات" وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 18-2017 جلد دوم کے صفحات 1041 تا 1053 ملاحظہ فرمائیں۔

391

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

سوموار، 12-جون 2017

(یوم الاثنین، 16-رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت

جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ
مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ
وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

سورة الانفطار آیات 13تا19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13)اور بدکردار دوزخ میں (14)(یعنی) جزاء کے دن اس میں داخل ہوں گے(15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں

گے(16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟(17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟(18)جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز صرف اللہ ہی کا ہو گا(19)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

محبوبؐ کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکارؐ بلاتے ہیں
وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورؐ عالم کا میلاد مناتے ہیں
جن کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی
اس کو بھی میرے آقاؐ سینے سے لگاتے ہیں
آقاؐ کی ثناء خوانی دراصل عبادت ہے
ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار سردار وقاص حسن موکل اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 580/17 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی میں 514 ملین روپے کی بے ضابطگیوں کا انکشاف

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" کی اشاعت مورخہ یکم جون 2017 کی خبر کے مطابق لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی میں 514 ملین روپے کی بے ضابطگیوں کا انکشاف ہوا ہے۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق ای ٹکٹنگ کی مد میں ادا کئے گئے 216 ملین روپے سے زائد رقم کا ریکارڈ ہی موجود نہیں جبکہ 25 بسوں کے لئے دی گئی رقم میں بھی 14 ملین روپے سے زائد کا نقصان ہوا جبکہ دوسری طرف آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی 92 بسوں کی اشتہار بازی میں بھی 11 ملین روپے کی رقم اڑا دی گئی۔ مذکورہ خبر سے عوام میں شدید تشویش پائی جاتی ہے اور عوام نے حکومت سے اس بابت سخت نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار آج move ہوئی ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 583/17 میاں محمود الرشید کی ہے۔ جی، میاں صاحب!

لاہور کے ہسپتالوں میں ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشینوں کی کمی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" کی اشاعت مورخہ یکم جون 2017 کی خبر کے مطابق لاہور کے ہسپتالوں میں ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشینوں کی کمی سے مریض دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ شہر کے چھ بڑے ٹیچنگ ہسپتالوں میں ایم آر آئی کی صرف چار اور سی ٹی سکین کی گیارہ مشینیں ہونے کے باعث ہزاروں مریض مہینوں کے انتظار کی سولی پر لٹکے ہیں۔ دو سے تین ماہ کا وقت عام سی بات ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ایم آر آئی اور سی ٹی سکین بروقت نہ ہونے سے بیماریاں بڑھ رہی ہیں اور کئی مریض موت کے منہ میں بھی جا چکے ہیں۔ میو ہسپتال جہاں ایمرجنسی میں روزانہ 2500 مریض آتے ہیں میں ایم آر آئی مشین دستیاب ہی نہیں جبکہ سی ٹی سکین کی دو مشینیں ہیں جن میں سے ایک اکثر خراب رہتی ہے۔ جناح ہسپتال، گنگارام ہسپتال اور چلڈرن ہسپتال میں صرف ایک ایک ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشین ہے جبکہ لاہور جنرل ہسپتال جو کہ پنجاب کا سب سے بڑا نیورو انسٹیٹیوٹ ہے میں بھی صرف ایک ایم آر آئی اور تین سی ٹی سکین مشینیں ہیں۔ سروسز ہسپتال میں صرف دو سی ٹی سکین مشینیں ہیں جن میں سے ایک فعال اور ایک خراب ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں مشینیں کم ہونے کی وجہ سے مریضوں کا لوڈ بڑھ رہا ہے جس سے ویٹنگ لسٹ بھی بڑھ رہی ہے اور فری میں ٹیسٹ کرانے والے غریب مریضوں کو مہینوں کا ٹائم دیا جا رہا ہے جبکہ فیس ادا کرنے والے اور سفارشیوں کو چند دنوں میں ٹیسٹ کروا دیئے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں میں ایم آر آئی اور سی ٹی سکین کی فیسیں کافی زیادہ ہیں جو عام مریض کی استطاعت سے باہر ہیں۔ مزید برآں سرکاری ہسپتالوں میں دستیاب مشینوں سے زیادہ کام لینے کی وجہ سے ان کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالباتِ زر برائے سال18-2017پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 18-2017 کے مطالبات زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ مورخہ 9۔جون2017 کے اجلاس میں مطالبہ زر نمبرPC-21015 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر تقاریر جاری تھیں اور وزیر تعلیم نے ابھی کٹوتی کی تحریک میں اٹھائے گئے نکات کا جواب دینا ہے اور اس کے بعد رائے شماری ہو گی۔ جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا کہ کٹ موشنز کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج دوپہر 2.00 بجے تک جاری رہے گی۔ 2.00 بجے کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ میاں محمد اسلم اقبال اپنی تقریر مکمل کریں۔ جی، میاں صاحب!

مطالبہ زر نمبرPC-21015

میاں محمد اسلم اقبال:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک۔

جناب سپیکر! جمعۃ المبارک کے دن جب میں یہاں پر کٹوتی کی تحریک پر اپنی گزارشات پیش کر رہا تھا تو حکومتی بنچوں کی طرف سے کچھ دوستوں نے یہ کہا کہ فیصل آباد میں تو دانش سکول نہیں ہے۔ میں ان کی بات مان لیتا لیکن میرے ہاتھ میں جو کتاب ہے اس کے صفحہ نمبر 553 پر Paras Audit ہیں جس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ:

District Coordination Officer/Chairman Board of Governors, Punjab Danish School, Faisalabad.

جناب سپیکر! اس آڈٹ اعتراض میں کہا گیا ہے کہ weak supervisory control کی وجہ سے حکومت کو -/8377064 روپے کا نقصان ہوا ہے۔ یہ audit books سب سے پہلے آڈیٹر جنرل آف پاکستان گورنر صاحب کو پیش کرتا ہے اور اس کے بعد یہ اسمبلی کے اندر lay ہوتی ہیں۔ حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے میرے ساتھیوں کو معلوم ہی نہیں کہ ان کتابوں کے اندر کیا لکھا ہوا ہے؟ اس لئے وہ اس پر بات بھی نہیں کر سکتے۔ چونکہ میرے باقی ساتھیوں نے بھی اس پر تقریر کرنی ہے لہٰذا میں اپنی بات کو یہیں پر ختم کرتا ہوں۔ اصل میں آج تو میں صرف حکومتی بنچوں کی طرف سے اُٹھائے گئے غلط اعتراض کی تصحیح کرنا چاہ رہا تھا۔ اس سے پہلے میں نے حافظ آباد کے حوالے سے بات کی تھی وہ بھی اس کتاب کے اندر موجود ہے۔ جہاں جہاں آپ نے authorities بنائی ہیں ان کے اندر یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ کسی کی تقریر پر تنقید کرنے سے پہلے بجٹ کی کتابوں کو پڑھ لیا کریں۔ حکومتی بنچوں کے میرے معزز ممبران نے بجٹ نہیں پڑھا بلکہ یہ تو Yes or No کرنے کے لئے ایوان میں آتے ہیں۔ انہیں کیا پتا ہو کہ کتابوں کے اندر کیا لکھا گیا ہے؟ وزیر قانون اگر Yes کہیں گے تو یہ بھی yes کہہ دیں گے اور اگر وزیر قانون No کہیں گے تو یہ بھی No کہہ دیں گے۔ اگر میرے معزز ساتھی تعصب کی عینک اُتار کر یہ کتاب پڑھنا چاہتے ہیں تو میں انہیں دے دیتا ہوں وہ اسے خود پڑھ لیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اب محترمہ شُنیلا رُوت بات کریں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں کٹوتی کی تحریک پر بات کرنے سے پہلے آپ کی خدمت میں ایک شعر عرض کرنا چاہوں گی۔

اِک نالہ غمناک ہے اِک نغمہ سرشار
چھیڑوں میں بتا سازِ راگِ جاں کو کہاں سے؟

جناب سپیکر! ہم نے ایجوکیشن پر کٹوتی کی تحریک دی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ quality education, compulsory and free education کے حوالے سے پنجاب حکومت کے بہت tall claims ہیں لیکن بجٹ 18-2017 میں یہ کہیں بھی reflect نہیں ہو رہے بلکہ اس مرتبہ جو بجٹ آیا ہے وہ پچھلے بجٹ سے one percent decrease ہے۔

جناب سپیکر! میں Establishment of District Education Authorities پر بات کرنا چاہوں گی جس کے لئے 230 بلین روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور یہ ایجوکیشن بجٹ کا تقریباً 66.6 فیصد ہے۔ یہ بجٹ service delivery کو improve کرنے اور decision making at local level کے لئے ہے لیکن local level and District Authorities کے بارے میں ابھی تک rules of business establish or formulate نہیں ہو سکے جبکہ ہم نے funds allocate کر دیئے ہیں۔ Local Bodies involvement in decision making are questionable کیونکہ وہاں پر ابھی تک rules کی کوئی بھی formulation نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے دعویٰ کیا تھا کہ سکول انرولمنٹ 100 فیصد کی جائے گی لیکن اس کے لئے کوئی time frame نہیں دیا گیا۔ میری حکومت سے استدعا ہے کہ وہ کم از کم ایجوکیشن کے اُوپر سیاست نہ کریں۔

جناب سپیکر! بجٹ 18-2017 میں Budget of Provincial Component thirty one percent decrease ہوا ہے۔ اسی طرح ڈویلپمنٹ ریونیو بجٹ بھی three percent decrease ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ 18-2017 overall میں the apparently in allocation district budget have been increased considerably. یعنی جو districts کو بجٹ دیا گیا ہے وہ بہت زیادہ increase ہوا ہے۔

Provincial Component has decreased by 11 percent whereas the total budget allocation has increased from Rs.312,800 million to Rs.345,00 million showing an overall increase of 29 percent.

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک زیادتی ہے کیونکہ

Since the Rules of Business of Local Bodies have not yet been fully developed, there is a strong possibility the budgetary allocations to districts will be under utilized

جناب سپیکر! یہ فنڈز utilize نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے پاس کوئی know how نہیں ہے۔

Provincial Component of the Budget 119.136 billion is split between current and Development portions in the ratio of 37 percent and 63 percent respectively. 63 percent will be utilized for capital works under the control and supervision of Nazims.

جناب سپیکر! یعنی یہ بجٹ ناظم کے رحم و کرم پر دے دیا جائے گا، میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناظموں کو نوازا جا رہا ہے اور یہ چیز بھی pre-poll rigging کے زمرے میں آتی ہے۔

جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 25-A کے مطابق Free and Compulsory education for all children between the ages of 5-16 ریاست کی ذمہ داری ہے لیکن موجودہ بجٹ اس کو reflect نہیں کرتا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ سال 17-2016 میں تعلیم کا بجٹ 1681 ملین تھا جو کہ کل بجٹ کا 18.5 فیصد بنتا ہے لیکن اس سال کل بجٹ 1970 ملین کا ہے جس میں سے تعلیم کے لئے 345 ملین روپے رکھے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 17.5 فیصد بنتا ہے یعنی تعلیم کے بجٹ میں ایک فیصد کی کمی ہوئی ہے۔ اگر میں اس کا موازنہ خیبر پختونخوا کے ایجوکیشن بجٹ سے کروں تو وہاں پر تعلیم کے لئے کل بجٹ کا 27.5 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ انہوں نے پچھلے سال 126 بلین روپے تعلیم کے لئے مختص کئے تھے جبکہ اس سال اس کو بڑھا کر 138 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں یعنی 17 فیصد تعلیم کے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جو فنڈز available ہیں وہ بھی effectively استعمال نہیں ہو رہے۔"الف اعلان پاکستان" کی ایک رپورٹ کے مطابق آج بھی ایک کروڑ بچے out of school ہیں۔ پرائمری سطح کے 6 لاکھ بچے out of school ہیں، مڈل لیول میں 27 لاکھ بچے out of school ہیں، ہائی سکول لیول پر twenty two and half لاکھ بچے out of school ہیں، ہائر سیکنڈری لیول پر 33 لاکھ یا اس سے زیادہ بچے out of school ہیں اور پچاس لاکھ بچیاں اس وقت out of school ہیں۔

جناب سپیکر! ہماری پنجاب حکومت نے Early Childhood Education کے حوالے سے بڑے دعوے کئے ہیں۔ حکومت نے claim کیا ہے کہ early education special attention کو دی جائے گی۔ ہماری محترمہ وزیر خزانہ نے بھی اپنی بجٹ تقریر میں اس کا برملا ذکر کیا ہے جبکہ اصل صورتحال یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں pre-primary education کے لئے صرف 17 ادارے یا سکول کام کر رہے ہیں اور وہ بھی صرف city areas میں واقع ہیں جبکہ rural sector میں ایسا کوئی ادارہ یا سکول نہیں ہے۔ اسی طرح Pre & Primary education کی بجٹ allocation میں آٹھ فیصد کی decrease ہوئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: Order please. Order in the House. خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کی توجہ چاہوں گی۔ میں یہاں پر کوئی کہانیاں یا لطیفے نہیں سُنا رہی بلکہ میں تو آپ کو وہ حقائق بتا رہی ہوں جو کہ آپ کا بجٹ reflect کر رہا ہے۔ and I am sorry کہ تعلیم کا بڑا سنجیدہ معاملہ زیر بحث ہے اور اس وقت ہمارے وزراء ہنسی مذاق میں مشغول ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ This is regrettable.

جناب سپیکر! سیکنڈری ایجوکیشن میں overall 23 percent کمی آئی ہے۔ پورے پنجاب میں 100 سکولز non-functional ہیں۔ گورنمنٹ کا نعرہ ہے کہ بچوں کو ہم مفت اور معیاری تعلیم دیں گے اور یہ بالکل بھی نہیں ہو رہا۔ پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن بالکل fake ہے۔ اسی طرح پرائم منسٹر اُجالا سکیم کے بارے میں بھی ذکر ہوا تو تین ہزار سے زائد سکولوں میں بجلی ہی موجود نہیں ہے تو بچوں نے کیا پڑھنا ہے میں یہ rural sector کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر! "الف اعلان" نے رپورٹ جاری کی ہے کہ 22.6 ملین بچے اور بچیاں سکولوں سے باہر ہیں جو ملک کے تمام بچوں کا تقریباً 44 فیصد بنتا ہے اور جن بچوں کو ایجوکیشن مل رہی ہے۔

That is poor quality education and 43 percent of government schools are dangerous and in dilapidated conditions.

وہاں پر بنیادی سہولیات نہیں ہیں، فرنیچر نہیں ہے اور اگر فرنیچر ہے تو وہ اچھا نہیں ہے، باتھ رُومز نہیں ہیں، باؤنڈری والز نہیں ہیں، بجلی نہیں ہے اور clean drinking water بھی وہاں پر موجود نہیں ہے۔

Mr Speaker! Government Primary Schools are operating with single teacher.

اور ایک اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق سکولز میں has been seven percent enrolment decreased and corporal punishment میں نے دو سال پہلے اسی ایوان میں ایک قرارداد پیش کی تھی جو منظور بھی ہوئی تھی جس میں ہم نے کہا تھا کہ بچوں کو corporal punishment سے گریز کیا جائے۔ But it goes without unchecked. Nobody is checking it. ابھی حال ہی میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹ شہاب، شاہدرہ، لاہور کا واقعہ ہے جہاں نویں جماعت کی ایک بچی فجر نور کو صفائی کرنے کے لئے کہا جاتا تھا اُس نے اپنی باری پر صفائی کرنے سے انکار کیا اور دو ٹیچرز نے اُس بچی کو تیسری منزل سے نیچے پھینکا جس کو شدید ضربات لگی ہیں اور وہ ہسپتال میں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس قسم کے ٹیچرز اور اس قسم کے سکولز اس صوبہ میں ہوں گے تو پھر آپ تعلیم کے حالات بخوبی دیکھ سکتے ہیں The target of United Nations was increased i.e. Literacy rate by 88 percent by 2015. بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم اس ٹارگٹ تک نہیں پہنچ سکے۔ Progress in education is standstill. اور 2012 سے لے کر اب تک literacy rate 57 percent ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت نے outsourcing of schools کا جو کام کیا ہے میں اس کو سراہتی ہوں کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اچھی بات ہے کہ آپ نے public private practice شروع کی ہے لیکن آپ نے 4300 سکولز source out کئے تھے جن کی رپورٹ بہت ہی خراب

ہے۔ ان سکولوں کی کوئی اتھارٹی نہیں بنائی گئی جس وجہ سے ان سکولوں کا کوئی check and balance نہیں ہے اور غریب بچوں کے لئے ان سکولوں میں کوئی کوٹا مقرر نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کی بات کر رہی ہوں تو میں اقلیتوں کو کیسے بھول سکتی ہوں۔ اقلیتیں اور خاص طور پر کرسچئن کیمونٹی کی پنجاب میں اور پورے ملک میں تعلیم کے حوالے سے بہت بڑی خدمات ہیں اور ہم نے بہت سارے تعلیمی ادارے بنائے جن سے بہت سارے بیوروکریٹس، وزرائے اعظم اور بہت بڑے بڑے لوگ پڑھ کر آئے لیکن 1972 میں پاکستان پیپلز پارٹی نے ایجوکیشن کا ستیاناس کر دیا اور اُس کے بعد جب ڈی نیشنلائز ہوئی تو مشرف حکومت اور چودھری پرویز الٰہی کی حکومت نے ہمارے سکولوں کو بحال کیا اور یہ سپریم کورٹ کا 1987 کا فیصلہ تھا جس پر چودھری پرویز الٰہی حکومت نے عملدرآمد کیا۔

جناب سپیکر! 29۔ مئی 2017 کو منسٹر فار ہیومن رائٹس نے House on the floor of the یہ کہا تھا کہ موجودہ وزیر اعظم اُس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب تھے جنہوں نے 1987 میں پہلا نوٹیفکیشن نکالا تھا۔ میں بڑے افسوس سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے صرف نوٹیفکیشن کیا تھا لیکن کوئی عملی کام نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں کوئی ایک سکول بھی واپس نہیں کیا۔ مجھے بڑے دُکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر موصوف جناب خلیل طاہر سندھو نے بڑا بلند بانگ دعویٰ بھی کیا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمارے مشنری اداروں کو اُن کے اصل مالکان کو واپس کیا جائے لیکن آج بھی ہمارے درجنوں ایسے ادارے ہیں جن کے ڈی نیشنلائز ہونے کے باوجود حکومت نے اُن پر قبضہ کر رکھا ہے اور میں یہاں پر Saint Francis School Anarkali کا ذکر کرنا چاہوں گی، رنگ محل ہائی سکول جو مشنری سکول تھا جہاں سے لاکھوں بچوں نے تعلیم حاصل کی۔ مرے کالج، سیالکوٹ بھی مشنری ادارہ ہے، یہ چرچ کی پراپرٹی ہے تب چرچ پراپرٹیز نیشنلائز نہیں ہوئی تھیں کیونکہ صرف ایجوکیشن نیشنلائز ہوئی تھی۔ کیا وجہ ہے کہ آج تک تمام سکولز اور کالجز مشنریز کو واپس کیوں نہیں دیئے گئے؟ گورنمنٹ کالج ابھی تک حکومت کی تحویل میں ہے۔ راجا بازار، راولپنڈی، خوش پور کا سکول، گوشہ امن چرچ کی زمین تھی جس پر محکمہ تعلیم نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ایک طرف تو حکومت کہتی ہے کہ ہم قبضہ نہیں رکھنا چاہتے ہم اُن کو واپس کرنا چاہتے ہیں لیکن دوسری طرف حکومت قبضہ نہیں چھوڑ رہی تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور میں سمجھتی ہوں

کہ حکومت کو چاہئے کہ یہ تعلیمی ادارے اُن کے مالکان کو فوری طور پر واپس کرے۔ ایجوکیشن ہمارا پیشہ رہا ہے اور ہم نے ایجوکیشن میں بہت بڑے بڑے کام کئے ہیں تو حکومت ہمیں ایجوکیشن سے محروم کیوں کرتی ہے اور ہم سے ایجوکیشن کا شعبہ کیوں چھین لیا ہے؟ اگر حکومت ایجوکیشن کے معیار کو بڑھانا چاہتی ہے تو آپ کی وساطت سے میری یہ درخواست ہوگی کہ ایجوکیشنل اداروں کو حکومت اُن کے اصل مالکان کو واپس کرے اور اگر حکومت نے اس پر سیاست کرنی ہے تو پھر جو کچھ حکومت کر رہی ہے وہ کرتی رہے۔

جناب سپیکر! میں 5 فیصد کوٹے کی ضرور بات کروں گی۔ حکومت باتیں تو بہت کرتی ہے اور حکومت نے کوٹے کا on the Floor of the House five percent بار بار ذکر کیا لیکن آج بھی ہمارے ڈاکٹرز، ہمارے ٹیچرز، ہماری نرسز کے لئے یہ کوٹا نہیں ہے بلکہ کوٹا اُن لوگوں کے لئے ہے جو غریب عوام ہیں۔ ہم 100 فیصد کوٹا مع انہیں دے دیتے ہیں کہ وہ سینٹری یا سیوریج کی job کریں لیکن جہاں پر ڈاکٹرز کی بات آتی ہے اور آپ نے حال ہی میں دیکھا کہ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی۔ چلڈرن ہسپتال، ملتان اور چلڈرن ہسپتال، لاہور میں آپ نے 5 فیصد کوٹا advertise ہی نہیں کیا اور یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔

This is a criminal act, when you go against the Constitution of Pakistan.

جناب سپیکر! 19-جون 2014 کو سپریم کورٹ نے ایک آرڈر نکالا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ پنجاب میں اقلیتوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے لیکن آج تک اس کے اوپر کوئی implementation نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ:

This amounts to contempt of court and the Punjab Govt. has violated this decision of the Supreme Court.
Culture of extremism and intolerance…

جناب سپیکر! Punjab Government has been involved in its spread. آپ 2017 کے سلیبس کو اُٹھا کر دیکھیں جو Punjab Text Book Board Curriculum and نے چھاپا ہے۔ The

Plan and operation of Radd-ul-Fasaad. implementation of the National Actionان کتابوں میں اس قسم کی نفرت انگریز باتیں لکھی ہوئی ہیں جس سے بچوں کو نفرت سکھائی جاتی ہے۔ اگر آپ بچوں کے سلیبس میں اس طرح کی باتیں لکھ دیں گے تو پھر آپ extremism سے کس طرح چھٹکارا حاصل کریں گے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ:

> Government has failed to take any action against the Text Book Board. The violation of Article 221

جناب سپیکر! مزید یہ کہ اقلیتوں کے بچوں کو social through language courses, sciences and basic sciences compulsory مذہبی تعلیم دی جاتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ:

> Government has not been able to make any arrangement for religious education of minority students.

جناب سپیکر! جو کہ supremacy of Constitution and Law کو uphold کرنے کے لئے ہونی چاہئے تھی۔ اب آپ مزید 10 ہزار سکول پرائیویٹ اداروں کو دینے جارہے ہیں تو میں یہ کہوں گی کہ آپ یہ لاکھوں روپے کی پراپرٹیز پرائیویٹ لوگوں کو دے دیں گے اور جن کی پراپرٹیز گورنمنٹ کے پاس ہیں اُنہی آپ واپس نہیں دینا چاہتے۔ میں چاہوں گی کہ جو مشنری سکول exist کرتے ہیں اُنہی بھی حکومت support کرے تا کہ وہ بھی اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ not committed Government is to human development. اور ایجوکیشن وہ کُنجی ہے جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں۔ کوئی بھی قوم اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک لوگ پڑھے لکھے نہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں 64 فیصد لڑکیوں کے پاس تعلیم حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔ جب تک آپ بچیوں کو تعلیم نہیں دیں گے یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ ایک دانشور کا قول ہے کہ مجھے ایک عورت پڑھی لکھی دے دیں میں آپ کو پوری قوم پڑھی لکھی دے دوں گا۔ ہم جب تک اپنی بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں کریں گے، اُنہی تعلیم نہیں دیں گے تب تک ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ ہمارے ملک میں double education standard ہے پاکستان بنے ہوئے 70 سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک چیف کالج، چاند باغ اور so called دانش سکول بھی ایک طرف

ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ 60 ہزار پبلک سکولز ہیں جن میں سے 1/3 سکولز کے پاس بنیادی سہولتیں نہیں ہیں۔ تعلیم میں اس دہرے معیار کو ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ جارج اورول کا ناول Animal Farm مجھے یاد آرہا ہے جو انہوں نے 1946 میں لکھا تھا اور یہ ناول اُس وقت لکھا گیا تھا جب قومیں آزادی کی جدوجہد کر رہی تھیں تو جانوروں نے بھی کہا کہ ہم بھی اپنی آزادی حاصل کرتے ہیں تو انہوں نے اپنا وزیر اعظم بنالیا اور مختلف جانوروں کو عہدے دے دیئے اور انہوں نے طاقتور جانوروں کو ان عہدوں کے لئے چُنا۔ آج ہمارا جو آئین اور قانون رائج ہے وہ بالکل جنگل کا قانون ہے جس کی 100 فیصد مشابہت Animal Farm سے کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! جس میں کہا گیا تھا All animals are equal but some are more equal. بالکل اسی قسم کا قانون آج ہمارے اس ملک میں ہے Education should be the mega project. ہمارا میگا پراجیکٹ اورنج لائن ٹرین نہیں ہونی چاہئے، ہمارا میگا پراجیکٹ سڑکیں اور پُل نہیں ہونا چاہئے بلکہ تعلیم ہمارا میگا پراجیکٹ ہونا چاہئے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے آج ہمارے ملک میں lawlessness ہے، terrorism ہے، چوری ہے اور لوگ ایک دوسرے کو کھانے کو پڑ رہے ہیں تو ان حالات میں ایجوکیشن پر توجہ دینا بہت ضروری ہے۔ پوری دنیا کے 195 ملکوں میں سے کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جس میں double education system ہو۔ افریقہ جیسے undeveloped country میں بھی ایک ایجوکیشن سسٹم ہے لیکن ہمارے ملک میں ایسا نہیں ہے ہمارے ملک میں چار پانچ ایجوکیشن سسٹم ہیں جس کی وجہ سے ہماری ایجوکیشن گڈ مڈ ہوئی ہوئی ہے۔ ہر بچے کو equal opportunity ملنی چاہئے، چاہے وہ غریب ہو، امیر ہو یا اُس کا کسی بھی رنگ و نسل سے تعلق ہو۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سڑکیں اور پُل بنانے سے ملک خوشحال نہیں ہوتے، قومیں نہیں بنتیں اور ترقی نہیں کرتیں۔ موزے تنگ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کسی بھی ملک کی خوشحالی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اُس ملک کی کچہریاں اور ہسپتال خالی ہوں اور یہ منزل صرف اور صرف تعلیم اور اچھی تعلیم سے حاصل ہو سکتی ہے The Government of Punjab needs to revisit its priorities and recommendation. اور ہم نے کٹوتی کی یہ تحریک اسی لئے دی ہے کہ حکومت عوام کو تعلیم دینے میں ناکام ہو گئی ہے لہٰذا اس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ نے دو بجے تک کا ٹائم رکھ کر وقت کی قدغن لگا دی ہے اور میرے کافی سارے ساتھیوں نے دوسرے شعبہ جات پر بھی بات کرنی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو اس ٹائم کو کم از کم تین بجے تک کرنا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: قائد حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھ کر یہ ٹائم decide ہوا تھا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آئین کا آرٹیکل 25 ہے اور آئین کے اندر جو چیزیں لکھی ہوتی ہیں اُس کے مطابق ریاست پاکستان 5 سے 15 سال کے بچوں کو بنیادی تعلیم دینے کے حوالے سے ذمہ دار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ حکومت کس حد تک کامیاب رہی۔ جس پارٹی کو صوبہ پنجاب کی 6 دفعہ چیف منسٹری ملی، اس کو صوبہ پنجاب میں consecutively nine years ہو چلے ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری دفعہ وزیراعظم وفاق کے اندر اور آپ ہی دل کے اوپر ہاتھ رکھ کر مجھے بتا دیں کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے کتنے ممبران اسمبلی کے اپنے بچے سرکاری سکولوں کے اندر جاتے ہیں؟ کتنے ممبران اسمبلی یہ سمجھتے ہیں کہ سرکاری سکولوں کی پوزیشن یہ ہے کہ یہاں پر ہم اپنے بچوں کو بھجوا کر پرائیویٹ سکولز کی ایلیٹ کلاس کے بچوں کے مقابلے میں compete کرا سکتے ہیں؟ میرے سے پہلے یہاں پر میرے ساتھیوں نے بات کی اور کافی ساری باتیں ہو گئیں میں نہیں چاہتا کہ repetition کے اندر جا کر کہ میں اس ایوان اور اپنے ان دوستوں کا ٹائم ضائع کروں لیکن ایک humble request ہے کہ میں نے یہاں پر جو بات کی ہے ہمارے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ جس پارٹی کا چھ بار وزیراعلیٰ رہا ہے اور یہ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور ہم ان کے بڑے بڑے بینر اور پوسٹر دیکھتے ہیں اور ٹی وی میں ان کے اشتہارات چلتے ہیں کہ اس حکومت نے تعلیم کے اندر انقلابی تبدیلیاں کیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے مقابلے میں ناتجربہ کار لوگوں کی ٹیم جو خیبر پختونخوا کے اندر کام کر رہی ہے اُس پر آپ PILDAT کا سروے لے لیں یا کسی بھی ایجنسی کا سروے اُٹھا لیں اُس ٹیم نے ایجوکیشن کے indicator میں خیبر پختونخوا کے اندر بے تحاشا بہتر کام کیا ہے اور یہ لوگوں کا کروڑوں اربوں روپیہ اشتہارات کی مد میں لگاتے ہیں۔ پنجاب کے اندر ٹوٹل 97 ہزار 998 سرکاری سکول ہیں ان میں سے 15 ہزار گھوسٹ سکول

ہیں، 11 ہزار سکول مکمل ہیں، چار ہزار سکولز کی چار دیواری موجود نہیں ہے۔ آپ کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور آپ کے اضلاع میں مشہور ہے کہ وہاں کے وڈیرے سرکاری سکولوں کے اوپر قابض ہو جاتے ہیں اور وہاں پر اپنے مال مویشی باندھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اب اس قسم کی کوئی روایت نہیں ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ لوگ نہیں چاہتے کہ یہ قوم پڑھے کیونکہ یہ قوم اگر پڑھ لکھ گئی اور اُن کو شعور آ گیا تو ڈبوں میں سے شیر کہاں سے نکلے گا؟ اس حکومت نے پچھلے 9 سال میں ایجوکیشن کا 116۔ارب روپیہ میٹرو بس اور پلوں کی نظر کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں روزنامہ "دنیا" پڑھ رہا تھا اُس کے اندر اس حوالے سے پوری سٹوری چھپی ہوئی تھی۔ میں کیسے مان لوں کہ اس حکومت کی priorities میں ایجوکیشن ہے؟ اس حکومت کی priorities میں ایجوکیشن کسی نمبر پر بھی stand نہیں کرتی۔

جناب سپیکر! پاکستان کے اندر طبقاتی نظام تعلیم ہے اور یہاں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کی اکثریت کے بچے بڑے بڑے سکولوں میں پڑھتے ہیں اور وہ خود بھی بڑے بڑے سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں تو اگر آپ ایچی سن جیسے سکول کے پڑھے ہوئے معزز ممبران اور میرے جیسے سرکاری سکول سے پڑھے ہوئے ممبر کے درمیان آپ کو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو یکساں نظام تعلیم کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ Although میں یہاں پر بیٹھ کر سنتا ہوں کہ یہ بہت کوششیں کر رہے ہیں، یہ منزل کی طرف گامزن ہیں۔ 1980 سے انہوں نے ایک ڈکٹیٹر کی انگلی پکڑی اور منزل کی طرف چلے تھے، رستے میں مختلف جرنیل ان کو بٹھا کر دودھ پلانا شروع کر دیتے ہیں اور پانچ، دس سال کے وقفے کے بعد پھر اس منزل کی طرف چل پڑتے ہیں تو یہ منزل کدھر رہ گئی ہے جو کہ ان کو ملتی ہی نہیں؟ ایک دن پرائیویٹ پروگرام ہو رہا تھا، محترمہ وزیر خزانہ کو مجھے سننے کا موقع ملا تو انہوں نے کہا کہ important thing is this کہ ہم track پر ہیں تو میں نے ان سے وہاں پر بھی سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جب election year آتا ہے تو ہم track پر آجاتے ہیں اور جب election year ختم ہو جاتا ہے تب وہ track بھی ہمیں بھول جاتا ہے اور ہم دوسری چیزوں میں لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آخر میں وقت بچاتے ہوئے یہ humble request ہے کہ اپنے آپ کو دھوکہ دینا چھوڑ دیں۔ وزیر اعلیٰ کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہیں ہم اپنی لیڈرشپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ سب کر رہے ہوتے ہیں لیکن ان لوگوں کے بارے میں سوچئے جو کہ 70 سے 80 فیصد تک بنیادی سہولیات سے محروم ہیں اور ان کو شوق چڑھے ہوئے ہیں کہ انوکھا لاڈلہ کھیلن کو مانگے چاند کہیں سے اورنج لائن ٹرین اور کہیں ترکی سے معاہدے کئے ہوئے ہیں۔ ہم نے صفائی کے لئے بھی ترکی کی مدد لی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ foreign countries کی دوسری جو بہتر چیزیں ہیں پہلے ان کو تو ہم adopt کر لیں۔ کیا آپ پاکستان کے ایک عام شہری کو صحت اور تعلیم کی سہولیات مہیا کر رہے ہیں جو آپ اتنے بڑے بڑے پراجیکٹس اٹھا کر لے آتے ہیں اور کل کو آپ نے تو چلے جانا ہے تو پھر یہ سبسڈیاں کون سی گورنمنٹ دے گی کیا یہ منصوبے چل سکیں گے؟ میں یہ on the floor of the House کہتا ہوں کہ ان کی تو ان منصوبوں میں کمیشن ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! آپ ایجوکیشن پر بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! جب آپ ایجوکیشن کا 116۔ارب روپے کا بجٹ ان منصوبوں کو دیں گے تو پھر میں کس پر بات کروں گا تو پھر یہ ایجوکیشن سے ہی relevant چیز ہے ناں۔ آپ نے ایجوکیشن کا 116۔ارب روپے کا بجٹ ان منصوبوں کو دیا ہے تو پھر ہماری ان منصوبوں پر بات کرتے ہوئے کیا زبان جلتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! شکریہ کا وقت تو گزر ہی جائے گا اور شکریہ بھی ادا کریں گے لیکن تھوڑا سوچنے کا مقام ہے، ویسے دل سے یہ سوچئے کہ اگر ایجوکیشن کا معیار بہتر ہے تو کیا محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، وزیر سکولز رانا مشہود احمد خان اور میرے بھائی علی صاحب کے بچے سرکاری سکول میں جاتے ہیں، کیا ہم یہاں پر بیٹھ کر خود کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرے colleagues نے بڑی تفصیلاً بات کی ہے اس لئے میں مختصراً بات کروں گی۔ میں یہاں پر صرف ایک چھوٹا سا comparison کروانا اور یہ یاد دلانا چاہوں گی کہ 2002 میں چودھری پرویز الٰہی کے دور میں basic education free کی گئی تھی اس وقت نہ ہی یہ آرٹیکل 25(a) تھا تو اس وقت implementation کتنے اچھے طریقے سے اثر انداز ہوئی تھی۔

جناب سپیکر! اب آپ یہ دیکھ لیں کہ آرٹیکل 25(a) کی طرح کے جتنے بھی قوانین بنائے گئے ہیں اس کا حشر کیا ہے کیونکہ کام ہمیشہ نیت سے ہوتا ہے، اگر آپ قوانین بناتے جائیں گے اور اس پر implementation ہی نہیں ہو گی تو ان قوانین کے بنانے کا کیا فائدہ ہے؟ آج یہ حالت ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں schools privatize کئے جا رہے ہیں۔ یہ پرائیویٹ سیکٹر کی نہیں بلکہ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور اب last year میں آ کر 9,10 سال بعد وزیر اعلیٰ کہہ رہے ہیں کہ ہم مزید 10 ہزار سکولوں کو privatize کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ اور موجودہ گورنمنٹ نے ایجوکیشن کے لئے کیا کیا ہے؟: جیسے چودھری پرویز الٰہی نے basic education میٹرک تک free کی تھی تو ان کو تو چاہئے تھا کہ یہ بعد میں ایف اے اور بی اے تک تعلیم کو free کرتے تو ہم ان سے یہ expect کر رہے تھے لیکن جو چودھری پرویز الٰہی نے ایجوکیشن فری کی تھی اس کا بھی انہوں نے بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے اور کسی بھی چیز پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ صرف اشتہار بازی ہی نہیں ہونی چاہئے اور قرضے لے کر عوام پر مزید بوجھ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ چیزوں پر عمل درآمد کرنا بہت ضروری ہے جس میں موجودہ گورنمنٹ بُرے طریقے سے فیل ہو چکی ہے۔ اس وقت عام سے عام غریب شہری بھی اپنے بچوں کو گورنمنٹ کے سکولوں میں بھیجنے کے لئے اس لئے تیار نہیں ہے کیونکہ وہاں پر معیار تعلیم بہت گرا ہوا ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! Implementation اور utilization of budget کیوں ضروری ہے میں اس کی ایک مثال دینا چاہوں گی۔ ان کی priorities میں ہیلتھ، ایجوکیشن اور لاء اینڈ آرڈر شامل ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ایجوکیشن کے حوالے سے ان کی priority کا یہ حال ہے کہ رواں مالی سال میں تقریباً 63۔ارب روپے کا بجٹ ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا اور دس ماہ میں صرف 33۔ارب روپے استعمال کئے گئے ہیں۔ آپ کی priority میں یہ چیزیں شامل ہی نہیں بلکہ آپ کی priority میں بڑی بڑی چیزیں ہیں جس سے آپ کو لگتا ہے کہ ہماری تشہیر ہو گی۔ میں معذرت کے ساتھ یہ کہوں گی کہ آپ یہ اس قوم کے بچوں کے ساتھ مذاق اور ان کی تباہی کر رہے ہیں اور آپ نے 9سالوں میں ان کی ایجوکیشن کے لئے کچھ نہیں کیا بلکہ ان کے مستقبل کے ساتھ کھیلا ہے۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرے colleagues نے ایجوکیشن اور بجٹ کے حوالے سے facts and figures کے ساتھ بہت بات کی ہے۔ ایجوکیشن کے حوالے سے ایک بہت اہم نکتہ جو کہ ہم completely بھلا چکے ہیں اور نہ ہی ہمارا اس پر کوئی focus ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بلڈنگز بھی اچھی ہونی چاہئیں، کالجز اور یونیورسٹیاں بھی اچھی ہونی چاہئیں لیکن ان تمام aspects میں ایجوکیشن کے حوالے سے جو missing thing ہے وہ quality of education ہے۔ ہم ادارے اور سکول بھی دھڑا دھڑ بنا رہے ہیں چاہے وہ سکول کسی بھی پوزیشن میں ہوں، ہم کہتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ سکول ہے اور یہ پرائیویٹ سکول ہے اس کا بہت نام ہے جیسے ایچی سن سکول،لاکاس سکول اور یو ایم ٹی جیسے بڑے بڑے نام ہیں تو ان ناموں سے آپ حاصل کیا کر رہے ہیں، جو بچہ یہاں پڑھ رہا ہے، کیا وہ quality of education حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے، آپ بی اے کرکے ڈگری تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن کیا آپ کا وہ ایجوکیشن لیول ہوتا ہے، کیا وجہ ہے کہ پرانے وقتوں میں ٹاٹوں پر بیٹھ کر پڑھنے والے، میٹرک پاس کرنے والے سٹوڈنٹس آج کے ایم اے کرنے والے کو سٹوڈنٹس کو ایجوکیشن میں مات دیتے ہیں کیونکہ اس وقت تعلیم کا معیار تھا؟ تعلیم ایک زیور کے طور پر سمجھی جاتی تھی کیونکہ تعلیم آپ کو سنوارتی اور بناتی ہے اس وقت یہ نہیں ہوتا تھا کہ آپ نے اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری نوکری

حاصل کرنے کے لئے لی ہے تو آج اساتذہ کرام کا وہ dedication نظر نہیں آتا۔ آج ہم سسٹم اور بلڈنگ تو خوبصورت بنا دیتے ہیں، اس کا structure بھی خوبصورت بنا دیتے ہیں اور گوروں کا سلیبس بھی دے دیتے ہیں لیکن وہاں پر جو اساتذہ ہیں انہوں نے ایک period یہاں لینا ہے اور ایک گھنٹے کے بعد اس نے لاکھوں روپے کا دوسری جگہ پر period لینا ہے۔ پہلے جو اساتذہ کرام کا شاگرد سے relation تھا وہ یہ تھا کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی deliver کرتا تھا لیکن آج کیا وجہ ہے کہ پڑھے لکھے نوجوان guns کو لے کر منشیات میں involve ہیں کیونکہ ان کے پاس تعلیم تو ہے لیکن ان کی تربیت نہیں ہے؟ آج اداروں میں ہم نے یہ focus ہی نہیں کیا کہ ہمیں تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ اساتذہ دینے ہیں جو بچوں کو نہ صرف دنیاوی تعلیم دیں بلکہ ان کی شخصیت کو بنانے میں بھی مدد دیں۔ ہمارے ہاں آج یہ concept ہی ختم ہو گیا ہے۔ ہم آج تعلیم کو صرف یہ سمجھتے ہیں کہ آپ یہ دیکھیں کہ یہ کتنا بڑا اسکول یا ڈگری کالج ہے اور اس کی بلڈنگ کتنی بڑی ہے، اس کا سلیبس کتنا اچھا ہے اور اس کی فیس کتنی ہے تو اس کے اندر سے نکل کیا رہا ہے ہم کون سی وہاں سے لاٹ نکال رہے ہیں؟ ہم کبھی ایک خاص طریقہ سے مدرسوں سے انتہا پسند نکالتے ہیں اور کسی جگہ سے ہم بیورو کریٹس نکالتے ہیں تو کسی جگہ سے کلرک نکالتے ہیں لیکن ہم انسان نکالنا کب شروع ہوں گے؟ سب سے بڑا المیہ آج یہ ہے کہ بلڈنگ کی کمی بیشی کو ہم accept کر لیں گے لیکن آج یہ ادارے انسان نہیں بلکہ طبقے نکال رہے ہیں لہٰذا اس پر focus کرنے کی ضرورت ہے۔ میں بس اسی point پر بولنا چاہتی تھی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! کیا آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جی، بالکل کرنی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے colleagues نے اچھی خاصی تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر بات کی ہے۔ میں دو تین باتیں کر کے اپنی بات کو سمیٹ لوں گا لیکن میں حکومت اور بالخصوص تعلیم کے اربابِ اختیار کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کل ہی خبریں اخبار کے ایڈیٹوریل کے نیچے جو کالم ہے اُس میں بڑی تفصیل کے ساتھ انہوں نے اظہارِ افسوس کیا ہے کہ دنیا کی پہلی 450 یونیورسٹیوں کی world ranking کے اندر ہمارا کہیں نام و نشان نہیں ہے جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے لہٰذا ہم سارے سسٹم کو دوبارہ دیکھیں کہ کس طرح ہمارا نظام چل رہا ہے

کیونکہ ایشیا میں بھی شاید 145ویں نمبر میں ہمارا نام 132ویں نمبر پر ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے اور تعلیم کے ساتھ اہم ترین چیز تربیت کا عنصر سرے سے غائب ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا تعلیمی نظام معاشی حیوان پیدا کر رہا ہے۔ آپ میڈیکل کی تعلیم یا باقی جتنی بھی تعلیم کے حوالے سے دیکھیں تو مطمع النظر یہ ہے کہ بندے نے تعلیم حاصل کرنی ہے اور اس کے بعد کمانا کیسے ہے؟

جناب سپیکر! میں اس موقع پر یہ عرض کروں گا کہ "اشفاق احمد (مرحوم) ہمارے famous writer تھے جو ایک دفعہ اپنی گاڑی پر شیخوپورہ جا رہے تھے، ڈرائیور اُن کے ساتھ تھا اور گرمیوں کے دن تھے لیکن راستے میں گاڑی پنکچر ہو گئی۔ ڈرائیور نے گاڑی سائیڈ پر لگا کر اِن سے کہا کہ آپ ذرا چھاؤں میں کسی جگہ پر چلے جائیں کیونکہ آدھے گھنٹے کا handover ہے جس کے ذریعے میں گاڑی کا پنکچر وغیرہ لگالوں۔ اشفاق صاحب کہنے لگے کہ میں نیچے اُتر آیا اور اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہیں سایہ ہو۔ سڑک کے پار ایک درخت کے نیچے سایہ تھا جہاں میں چلا گیا اور دیکھا کہ درخت کے نیچے ایک بابا جی چارپائی ٹھوک رہے تھے اور اُن کے ساتھ آٹھ دس سال کا بڑا خوبصورت بچہ جس کے چہرے پر ذہانت ٹپک رہی ہو وہ اُن کی مدد کر رہا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ میں اُس کے پاس چلا گیا اور میں نے بابا جی سے کہا کہ یہ آپ کا کیا لگتا ہے جس نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ میں نے کہا کہ تم نے اس کو کس کام پر لگایا ہوا ہے یہ تو اس کے سکول جانے کی عمر ہے لہٰذا اس کو تعلیم دلواؤ۔

جناب سپیکر! اُس نے میری طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو کہا باؤ جی میں آپ کو جانتا نہیں کہ آپ کون ہیں لیکن میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ 1971 کے اندر پاکستان ٹوٹ گیا اور سب پڑھے لکھے لوگوں نے مل کر اس کو توڑا ہے۔ قائداعظم کے پاکستان کو ہم نے دولخت کر دیا لہٰذا میں نے تب سوچا کہ میں اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلواؤں گا۔ اشفاق صاحب نے کہا کہ مجھے اس کی یہ بات سن کر بڑا shock ہوا اور مزید کوئی سوال و جواب نہیں کئے۔ اتنی دیر میں ڈرائیور نے آواز لگا دی تو میں چلا گیا، پھر میں نے پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں کو لیٹر لکھا کہ یہ بابا جی کا سوال ہے لہٰذا اس کا جواب چاہئے۔ وہ کہنے لگے کہ یونیورسٹیوں کے بہت سارے وائس چانسلر مجھے جاننے والے تھے لیکن کسی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔" ہماری تعلیم میں تربیت کا عنصر نہیں ہے اور معاشی حیوان جو تعلیمی نظام پیدا کر رہا ہے

اس کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یونیورسٹیوں کے اندر autonomous syndicate bodies ہیں۔

جناب سپیکر! میں چونکہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا ممبر ہوں اور دو تین دفعہ یونیورسٹیوں کی آڈٹ رپورٹس اس کمیٹی میں آئیں۔ میں بہت ہی دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ ڈین اور وائس چانسلر مل بیٹھ کر اپنی مراعات میں اضافہ کر لیتے ہیں جیسے ہاؤس رینٹ ڈیڑھ گنا یا ڈبل کر لیا اور syndicate نے پاس کر لیا کیونکہ یہ autonomous body ہے۔ ایک کیس میں آڈٹ کے اندر آئے تو ہم نے recovery ڈالی تاکہ ان سے recovery کر کے خزانے میں ڈالیں جس کی بابت کچھ recovery ہوئی۔

جناب سپیکر! اسی طرح پچھلے دنوں میرا سوال بھی آیا ہے جس پر میں وزیر ہائر ایجوکیشن شاہ صاحب کا بڑا مشکور ہوں جنہوں نے بڑا serious notice لیا۔ اس حوالے سے ہماری سپیکر صاحب کی سربراہی میں میٹنگ ہوئی جس پر منسٹر صاحب نے بڑا action لیا لیکن overall اس کو review کرنے کی ضرورت ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں میں curriculum, fee structure اور تربیت کے حوالے سے نظام کو کیسے بہتر کرنا ہے۔ اب اسلامک یونیورسٹی میں فیس پنجاب یونیورسٹی سے almost double ہے، 12/15 ہزار فیس ہے جبکہ لیٹ فیس جرمانہ 8 ہزار کے قریب ہے۔

جناب سپیکر! اس کی تفصیل میں نے منسٹر ہائر ایجوکیشن کو دی تھی جنہوں نے ماشاء اللہ انکوائری کا آرڈر کیا ہے، مجھے امید ہے کہ شاہ صاحب اس کو follow کریں گے اور اس کا ایک نتیجہ ضرور نکلے گا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان ساری چیزوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ وقت نہیں ہے ورنہ ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن اور مدرسہ ایجوکیشن جیسے avenues ہیں ان پر تفصیل کے ساتھ بحث کرنے اور کسی نتیجہ خیزی پر پہنچنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں اور یہاں ہمارے بھائی رانا مشہود صاحب تشریف فرما ہیں کہ last year اسمبلی کی طرف سے 47 ہزار 673 ملین روپے سکولز ایجوکیشن کو دیئے گئے تو 30۔جون 2017 تک 20650 ملین روپے ان کی spending تھی۔ یہ 50 فیصد بنتی ہے جس کی allocation سال کے ابتدا میں دی گئی تھی۔ مئی اور جون میں مزید زور لگائیں گے تو 10 فیصد مزید خرچ کر لیں گے جو کہ 60 فیصد ہو جائے گی۔ اسی طرح ہائر ایجوکیشن کا شاہ صاحب کو ابھی charge ملا

ہے۔اس ڈیپارٹمنٹ کو17718 کی allocation ہوئی جس کو revise کر کے 20224 ملین روپے کی allocation کی گئی۔اس سال کے دوران محکمے نے محنت کی اور 16012 ملین روپے spend کئے جس طرح ان کی spending 79 percent رہی جس پر میں انہیں تحسین دیتا ہوں۔سکولز ایجوکیشن کی طرف دیکھیں تو اس میں کافی کمی ہے۔

جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ کیا capacity ہے،اس کو خرچ کرنے کی کیا اہلیت ہے لہٰذا یہ questionable ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ان سارے حقائق کی روشنی میں ہم نے جو cut motion دی ہے اس کو منظور کیا جانا چاہئے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر سکولز ایجوکیشن!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!سب سے پہلے جو cut motion دی گئی ہے اس حوالے سے ہمارے معزز ممبران اپوزیشن نے اپنی input دی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ہمیشہ اپوزیشن کی input بڑی valuable ہوتی ہے لیکن مجھے تھوڑا سا اس پر اعتراض کہہ لیں یا افسوس کہہ لیں کہ بجٹ کی figures کو پڑھنا اور ان کے مطابق اپنی تقریر کو تیار نہیں کیا گیا۔یہ ایک ایسا فورم ہے کہ یہاں پر جو بات کی جاتی ہے اس کو پورا پنجاب نہیں بلکہ پورا پاکستان اور پوری دنیا دیکھتی ہے پھر وہ یہاں پر کی گئی speech کی بنیاد پر صوبے اور ملک کے حوالے سے فیصلے کرتی ہے۔

جناب سپیکر!میری اپنے دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ ہم politically جہاں مرضی کھڑے ہوں لیکن کچھ venues and avenues ایسے ہونے چاہئیں جہاں پر ہمیں مل کر جدوجہد کرنی چاہئے اور جہاں پر کمی ہے اُس کمی کی بالکل سختی کے ساتھ نشاندہی ہونی چاہئے لیکن جہاں پر اچھائی آ رہی ہے اُس کو بھی قوم کے سامنے لے کر آنا چاہئے کیونکہ یہ کسی جماعت کا mandate نہیں ہے اور یہ کسی جماعت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ یہ قوم کے مستقبل کی بات ہوتی ہے،جب آپ ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہمارے دوستوں نے جو جو input دی میں اس کو note بھی کرتا رہا اور اس کے اوپر points بھی note کرتا رہا۔میں صرف اس ایوان کو یہ apprise کرنا چاہتا ہوں کہ ایجوکیشن ایک

ایسا subject ہے جس کے اوپر پاکستان کی رینکنگ بھی دنیا کے اندر اس ایک indicator کے اوپر بھی کی جاتی ہے۔ بالکل یہ صحیح بات ہے کہ جب ہم Millennium Development Goals کی بات کرتے ہیں تو ہم اس کے اندر بری طرح fail ہوئے تھے لیکن اس وقت جو صورتحال تھی کہ جب Millennium Development Goals کو launch کیا گیا تھا تو اس وقت کی حکومتوں کا جو روّیہ تھا اور خاص طور پر 2008 کے اندر وفاق اور صوبوں کے اندر ہم آہنگی نہیں تھی جس کا نقصان قوم کو اٹھانا پڑا اور sustainable development goals آئے۔

جناب سپیکر! یہ پہلی دفعہ ہے کہ ابھی launch sustainable development goals نہیں ہوئے تھے تو صوبے اور مرکز same page پر آ چکے تھے۔ یہ decision ہو چکا تھا کہ resource allocation کتنی کی جائے گی۔ یہ decision ہو چکا تھا کہ کس مد میں اور کس راستے میں صوبوں کو بھی چلنا ہے، مرکز کو ان کی handholding کس طرح کرنی ہے اور تمام عالمی اداروں کو بٹھا کر یہ بات ہو چکی تھی کہ ہمارا way forward کیا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں صرف آپ کے سامنے یہ رکھنا چاہوں گا کہ یہاں پر بار بار بات کی گئی کہ 2008 کے اندر جب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی تو اس کے بعد 9 سال کے اندر کیا ہوا؟ میں آج ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جب 2008 میں میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی تو ان کے آنے سے پہلے کا ایجوکیشن کا بجٹ 62۔ ارب روپے تھا۔ میاں محمد شہباز شریف نے خصوصی طور پر صرف ایجوکیشن کے لئے ایک ٹاسک فورس بنائی اور پہلی دفعہ تاریخ کے اندر identify کیا گیا کہ ہمارے کتنے سکولز ہیں، ہمارے سکولوں کے اندر missing facilities کیا ہیں، ہمارے سکولوں کے اندر ہمیں کون سے چیلنجز کا سامنا ہے اوران سکولوں کے اندر ہمیں ایسے کون سے اقدامات کرنے ہیں؟ یہاں پر بات کی گئی کہ کیا آپ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں بھیجیں گے؟ جب یہ بات ہوئی تو ان تمام چیزوں کا احاطہ کرنے کے لئے اس کمیٹی نے کام کیا اور 2010 کے اندر ہم نے اپنا پروگرام launch کیا جو ایجوکیشن کے اوپر جو way forward تھا، وہ حکومت پنجاب نے دیا۔ Missing facilities کے اندر average ہم 8۔ ارب روپے سے لے کر 10۔ ارب روپے تک سالانہ کی بنیاد پر دیتے رہے۔ اس حوالے سے جیسے معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر نے utilization کی بات کی تو بالکل اداروں کا بھی پہلے یہ حال تھا کہ

آپ پیسے دیتے تھے تو ان کے اندر ان پیسوں کو utilization کی capacity نہیں تھی تو ہم نے دو طرح کا کام کیا۔ ایک تو resource allocation اور اس کے بعد اداروں کی building capacity کہ وہ اپنی resource allocation کس طرح کرتے ہیں، اس کی utilization کس طرح کرتے ہیں اور کس سیکٹر میں کرتے ہیں۔ Missing facilities کے اندر چار دیواری، پینے کا صاف پانی، wash rooms, electricity، فرنیچر اور ٹیچرز کی کمی کے چیلنجز تھے۔ Missing facilities کے پہلے چار component کے اوپر aggressively کام شروع کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں آج آپ کو اپنی figures نہیں بلکہ ورلڈ بنک کی figures بتا رہا ہوں جنہوں نے یہاں پر independent surveys کئے اور آج پنجاب کے اندر missing facilities کی utilization اللہ کے فضل سے 99 فیصد کے اوپر کھڑی ہے (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "بس کرو" کی آوازیں)

جناب سپیکر! آج ورلڈ بنک کی figure کے مطابق پنجاب کے اندر جو gross enrolment ہے، یہ ہماری figure نہیں بلکہ ورلڈ بنک کی figure ہے کہ 98 فیصد کے اوپر کھڑی ہے جو دنیا کی بہترین figures میں سے ایک figure ہے۔ میں آج آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں حوصلہ کرنا چاہئے۔ اگر کسی جگہ اچھا کام ہو رہا ہے تو اسے appreciate کرنا بھی سیکھنا چاہئے۔ جمہوریت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف نعرے لگائے جائیں۔ جمہوریت کا مطلب ہے کہ دل بڑا کر کے اچھی چیزوں کو تحسین بھی کریں۔

جناب سپیکر! یہاں پر ابھی "الف اعلان" کی بات کی گئی تو "الف اعلان" نے جو اپنی رپورٹ شائع کی۔ اس کے اندر "الف اعلان" نے لکھا کہ:

> Punjab continues to dominate other provinces. Punjab dominates other Provinces in education sector.

انہوں نے جو district-wise data تیار کیا اس کے اندر جو top کے چھ districts آئے وہ سارے پنجاب کے اندر سے آئے۔ تو یہ ہے وہ data جس کی آج اللہ کے فضل سے دنیا تعریف کرتی ہے۔

جناب سپیکر! آج ہم نے ایک بہت بڑا انقلابی قدم اٹھایا ہے کہ بھٹوں پر کام کرنے والے، میں آپ کی وساطت سے ایوان میں بیٹھے ہوئے دوستوں سے یہ سوال کرتا ہوں، یہ تقابل پیش کرتے ہیں تو

جب پنجاب کے دانش سکولوں کو دنیا کا بہترین ماڈل قرار دیا گیا جس میں ایسے society segment of کو جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، ان کو بہترین تعلیمی سہولیات اگر دی جا رہی ہیں تو آج اس ماڈل کو replicate کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ یہ جو دانش سکولوں کے ناقد تھے آج یہ خود اپنے صوبے کے اندر دانش سکول کے ماڈل کو لے کر آ رہے ہیں۔ آج بلوچستان اس ماڈل کو لے کر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے ہم نے 2.3 ملین بچوں کا ٹارگٹ رکھا تھا کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے اتنے بچے لے کر آنے ہیں تو آج پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن اس سال 2.5 ملین ایسے بچے جن کا کوئی پرسان حال نہیں تھا، ان کو اپنے سکولوں کے اندر لے آیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بات کی کہ بھٹہ خشت پر کام کرنے والے مزدوروں کے اوپر "ڈیلی مرر" کی رپورٹ ہے کہ یہ وزیراعلیٰ پنجاب کا ایک initiative ہے کہ جس کو جتنا بھی قابل تحسین اور لائق تحسین قرار دیا جائے وہ کم ہے تو انہیں کس نے روکا تھا کہ جس صوبے میں ان کی حکومت ہے وہاں پر کیا بھٹوں پر کام کرنے والے بچوں، پٹرول پمپس پر کام کرنے والے بچوں، ریسٹورنٹس پر کام کرنے والے بچوں ورکشاپس پر کام کرنے والے بچوں کا مستقبل نہیں ہے؟ میں آج یہ بات کرتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا initiative ہے کہ پنجاب کے ہر بچے کو چاہے وہ کسی بھی segment of society سے تعلق رکھتا ہو، اس کو تعلیم کے زیور سے ہم نے مزین کرنا ہے۔ اس کے اوپر "AFP" کی رپورٹ اور "ڈیلی مرر"۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"بس کرو" اور معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "برداشت کرو" کی آوازیں)

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House. معزز ممبران خاموشی سے بات سنیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میری اپنے دوستوں سے گزارش ہے کہ کوئی بات نہیں کرے گا کیونکہ میں بھی جو بات کر رہا ہوں وہ اپنی بات نہیں کر رہا بلکہ عالمی اداروں کی بات کر رہا ہوں جس کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ میڈیا موجود ہے جو کہ اسے چیک کر سکتا ہے اور چیک کر کے بتا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کے بچوں کے مستقبل کے حوالے سے "ڈیلی مرر" کی جو رپورٹ ہے تو میری اپوزیشن کے معزز ممبران سے یہ درخواست ہے اور آپ کی وساطت سے میڈیا کے دوستوں سے درخواست ہے کہ اس رپورٹ کو پڑھ کر اس کے بارے میں پوری قوم کو بتائیں۔ "AFP" جو Alliance Francaise ادارہ ہے، اس نے جو اپنی documentary بنائی ہے تو خدارا اس documentary کو دیکھیں۔ اس میں AFP نے جو رپورٹ کیا ہے کہ وہ بچے جن کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا تھا، جو مٹی میں پیدا ہوتے تھے اور مٹی میں ہی مل جاتے تھے، آج ان بچوں کا مستقبل خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے نہ صرف محفوظ کر دیا بلکہ پنجاب کے اندر out of schools children کے اوپر جو ہم کام کر رہے ہیں، اس کی figures کی طرف آخر میں آؤں گا۔ ایک اور initiative، یہاں پر ہماری بہن نے بچیوں کی تعلیم کی بات کی تو آج پنجاب کو فخر ہے کہ ہمارا قائد ایک ایسا وزیر اعلیٰ ہے اور ایک ایسا خادم پنجاب ہے کہ جو پنجاب کی بیٹیوں کے لئے دن رات سوچتا ہے اور زیور تعلیم پروگرام سے جنوبی پنجاب کے 16 اضلاع میں 4 لاکھ 62 ہزار بچیوں کو 6۔ ارب روپے کے فنڈ سے ایک ہزار روپے مہینہ فی بچی دیا جا رہا ہے تاکہ وہ بچیاں سکولوں میں آئیں۔ اس کا نتیجہ کیا نکل رہا ہے؟ آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جس گرلز سکول کے اندر 200 یا 300 بچیاں تھیں تو آج وہاں پر ہمیں 400 اور 500 بچیاں دیکھنے کو مل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے خود ان اضلاع کو visit کیا مجھے وہاں پر چھابڑی فروش، مجھے وہاں پر کھیتوں میں کام کرنے والا مزارع، مجھے وہاں پر مزدور، دھکان، کسان وہاں پر سب آئے ہوئے تھے انہوں نے مجھے یہ کہا کہ میاں شہباز شریف کے اس قدم سے ہماری بیٹی کا مستقبل تابناک ہو چکا ہے، ہماری بیٹی پڑھ کر اس گھر کی خوشحالی نہیں بلکہ اس صوبے کی خوشحالی میں اپنا حصہ ڈالے گی۔

جناب سپیکر! آج جو ہمارے انقلابی پروگرام ہیں اس کی بات دنیا کرتی ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک Munich Personal Archive Germany اور the economist سے نکلنے والا ایک انتہائی اہم research papers ہے اُس کے اندر انہوں نے دو چیزوں کا لکھا، انہوں نے کہا کہ پنجاب کے اندر جو educational reforms آ رہی ہیں اس سے پاکستان کی ترقی اب دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے یہ لکھا کہ پنجاب کے اندر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایک ایسا منصوبہ ہے جس کے اندر بہترین طریقے سے بچوں کو تعلیم کی طرف لایا جا رہا ہے، یہ پنجاب ماڈل کو اب Africa اور دنیا کے دوسرے ممالک کے اندر replicate کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، یہ خبریں بھی ہم شیئر کیا کریں کہ پنجاب کی جو گورننس ہے، پنجاب کے اندر جو تعلیم دوستی کا وژن ہے، ہم اس کو کیوں نہیں شیئر کرتے؟ پنجاب کے اندر میں بالکل یہ نہیں کہتا کہ ہم نے اپنے سکولوں کے اندر دودھ اور شہد کی نہریں بہا دی ہیں۔

جناب سپیکر! میں بالکل یہ نہیں کہتا کہ آج ہمارے سکولوں میں کوئی issue نہیں رہ گیا لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ جس طرح میں نے پہلے کہا 62۔ارب روپیہ تھا جب 2007 کا بجٹ آیا جو اب 345۔ارب روپے ہے اگر آپ اس کا تقابلہ کریں ،اس کی percentage نکالیں تو یہ 480 فیصد کا increase ہے اتنا phenomenal increase دنیا میں کہیں پر نظر نہیں آتا۔ یہاں پر ڈویلپمنٹ بجٹ کی بات کی گئی، یہ ڈویلپمنٹ بجٹ جو پچھلی اسمبلی تھی جس کا میں نے تذکرہ کیا اُس کا ڈویلپمنٹ بجٹ 7 بلین کا تھا، آج کا ہمارا ڈویلپمنٹ بجٹ 54 بلین کا ہے جو 524 فیصد کا increase ہے خدارا یہ چیزیں بھی share کیا کریں۔ یہاں پر ڈاکٹر صاحب نے utilization کی بات کی میں of the House on the floor بتاتا ہوں کہ جتنے پیسے پچھلے بجٹ میں آئے تھے utilization hundred percent ہو گی ایک پیسا واپس نہیں جائے گا۔ ہم نے Account V کے اندر وہ پیسا رکھا دیا ہے اس وقت ہم 80 فیصد سے اوپر utilization پر کھڑے ہیں، ایک پیسا واپس نہیں جائے گا جو پیسا آیا تھا وہ ایک ایک پیسا اس قوم کے مستقبل پر خرچ ہو گا کیونکہ خادم اعلیٰ پنجاب کہتے ہیں کہ میں یہ انوسٹمنٹ قوم کے مستقبل پر کر رہا ہوں، میں یہ انوسٹمنٹ اس ملک کو درخشندہ بنانے کے لئے کر رہا ہوں، میں یہ انوسٹمنٹ ایک سنہرے پاکستان کے لئے کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور چیز آپ کے ساتھ شیئر کرنا چاہوں گا، جب میں figures کی بات کرتا ہوں تو میں اتنے confidence کے ساتھ کس طرح بات کرتا ہوں ہمارا اس وقت جو checking کا mechanism ہے، accountability کا Open. Punjab میں نے اس اسمبلی میں on the floor of the House پہلے بھی بتایا تھا کہ ہم نے ساری real time monitoring شروع کر دی ہوئی ہے۔ ہمارے

جو MEAs ہیں ہم نے اُن کو Tablets دیئے ہیں، ہمارے جو AEOs ہیں جو پہلے 40 average سے 50 سکول دیکھتے تھے، اب خادم اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کے initiative سے ہم نے 3500 اور AEOs بھرتی کئے ہیں اب 15 سے 16 سکولوں تک کا اُن کا دائرہ کار ہے Tablets based جب وہ جاتے ہیں actual data ہمارے dashboard کے اوپر آتا ہے اور اُس کے اندر ہم نے ایسا طریق کار بھی رکھا ہوا ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ڈیٹا غلط ہے آپ وہیں پر جا کر اُس کو چیلنج کر سکتے ہیں 24 گھنٹے میں اُس پر ہمارا response آتا ہے۔ آج میں اُس real time monitoring جو ہم نے اپنی self-accountability شروع کی جو ہم process لے کر آئے مجھے اچھی طرح یاد ہے جب Education World Forum کے اندر ہم نے اپنا monitoring real time کا وہاں پر data share کیا تو وہاں پر پوری دنیا سے جو ملک آئے ہوئے تھے وہاں پر assessments کی گئیں اُس assessments میں کہا گیا کہ جو emergent education کے جو successful models ہیں پنجاب کا ماڈل دنیا کے پانچ successful models میں سے ایک ہے۔

جناب سپیکر! یہ خبر بھی ہمیں پوری دنیا کے ساتھ اور آپس میں بھی شیئر کرنی چاہئے کہ ہماری جو accountability کا process ہے اُس کو دنیا کا بہترین ماڈل قرار دیا جا رہا ہے اور جو کہا جاتا تھا کہ ہمارے سکولوں کے اندر ٹیچرز کی تعداد کم ہے اربہا روپیہ ہم نے ٹیچرز کی بھرتی پر لگایا ہم ٹیچرز کی gradual ہر سال چالیس ہزار ٹیچرز کی بھرتیاں کرتے ہیں اور یہ ایک ایسا process ہے، اتنا شفاف process ہے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر ٹرانسفر پالیسی اور ریکروٹمنٹ پالیسی پر اپنے اسمبلی میں بیٹھے ہوئے معزز بہنوں اور بھائیوں کو بہت زیادہ خراج تحسین پیش کروں گا کہ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا جو وژن تھا کہ ہم نے میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کرنی ہے، ہم ٹرانسفر پالیسی میرٹ کی بنیاد پر کرنی ہے یہ تب تک کامیاب نہیں ہو سکتی تھی جب تک اسمبلی کے ساتھیوں کا تعاون نہ ہوتا اور میں یہ سارا credit اپنے ان اسمبلی کے ساتھیوں کو دیتا ہوں کہ وہ اس وژن کے اوپر ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے۔

جناب سپیکر! آج میں فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ٹیچرز کی ٹرانسفر کے اندر 2010 سے کوئی سیاسی عمل دخل نہیں ہے۔ ہمارے ٹیچرز کے اوپر کوئی دباؤ نہیں ہے، ہمارا ٹیچرز سینہ تان

کر اپنے سکول میں جاتا ہے، ہم پہلے تو 40ہزار ٹیچرز بھرتی کرتے تھے اس سال ہم نے 80ہزار ٹیچرز بھرتی کئے ہیں۔ آپ یقین کریں ہمارا ٹیچر جو بھرتی ہو رہا ہے یہ وہ بچے اور بچیاں ہیں میں جب ان بچے اور بچیوں جو قوم کا مستقبل ہیں سے ملتا ہوں تو یہ مجھے یہ کہتے ہیں کہ ہم چونکہ میرٹ کی بنیاد پر بھرتی ہوئے ہیں، ہم قابلیت کی بنیاد پر بھرتی ہوئے ہیں، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دیں کہ اصل انقلاب ان سکولوں کے ذریعے، ان بچوں کے ذریعے ہم لے کر آئیں گے اور پاکستان کو اپنے پیروں پر کھڑا کریں گے۔ اُس کا رزلٹ کیا نکل رہا ہے؟ میں نے جتنی باتیں آپ سے کیں مجھے on the floor of the House یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے پچھلے سال بچوں کو سکولوں میں لانے کا اپنا ٹارگٹ 11.5 ملین رکھا تھا پچھلے سال ہم 12 ملین کے قریب بچوں کو سکولوں میں لے کر آئے۔ اس سال بچوں کو سکول میں لانے کا ہمارا ٹارگٹ 12 ملین تھا سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اللہ کے فضل سے اس سال 12.3 ملین بچے سکولوں کے اندر لے کر آیا ہے اور صرف اس figures سے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ out of school کی جو proportions نکالی جاتی تھیں ہر سال ہم اُس کو ٹارگٹ کرتے رہے 2018 کے اندر پنجاب میں 5 سے 9 سال کی عمر کا کوئی بچہ سکول سے باہر نہیں رہے گا یہ وہ وعدہ تھا جو ہم نے اس on the floor of the House پر کیا تھا اور آج مجھے اس معزز ایوان کو بتاتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہم وہ اپنا ٹارگٹ achieve کرنے کے انتہائی قریب پہنچ چکے ہیں اور 2018 پنجاب کے اندر ہم سب مل کر celebrate کریں گے کہ جو وژن ہم نے رکھا تھا اُس وژن کو ہم achieve کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آج پنجاب کے اندر میں آپ سے یہ بھی share figures کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی صرف ابھی تک جو اس سال کی enrolments کی figures آئی ہیں یہ enrolment drive October تک چلتی ہیں ہمارے ابھی تک کی figures کے مطابق private sectors سے public sector کے اندر بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوا جو بچے private سے public sectors میں آئے ہیں ابھی تک کی figures کے مطابق ایک لاکھ 70 ہزار بچہ ہمارے سکولوں کے اندر private sectors سے آیا تو اس سے بڑھ کر سرکاری سیکٹر کی اور کیا کامیابی ہو گی کہ private sector اب public sector کے اندر آرہا ہے۔

جناب سپیکر! آج میں یہ آپ کو بتاتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں کہ آج ہمارے سکولوں میں یہ جو influx ہو رہا ہے، جو بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، اس اضافے کو سنبھالنے کے لئے cater کرنے کے لئے 36 ہزار نئے کلاس رومز کا انقلابی پراجیکٹ ہم لے کر آئے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ اس کی جو cost ہے یہ ایک ایسی cost ہے جو اس قوم کے مستقبل کے لئے لگا رہے ہیں یہ ہم 36 ہزار کلاس رومز پنجاب کے بچوں کو تحفہ دیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر بات ہوئی کہ سکولوں میں تو بجلی نہیں ہے، بچے کیسے پڑھیں؟

جناب سپیکر! آج میں ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ وہ پراجیکٹ جو ہم نے Solarization کا شروع کیا تھا، جس کے اندر initial ہم نے 4 ہزار کے قریب سکول رکھے تھے لیکن جب ہم اُس پر غور کے لئے بیٹھے جب ہم نے figures دیکھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں اُس کی روشنی میں اور different departments کو ملا کر ہم نے study کی آج پنجاب کے 10 سے 20 ہزار سکولوں کو ہم Solarization کے ذریعے انرجی دینے جا رہے ہیں اور یہ انرجی ان بچوں کا حق ہے اور یہ the State of art سکول ہوں گے۔ جن سکولوں کو ہم نے identify کر کے 36 ہزار کلاس رومز دینے ہیں وہاں پر already ہماری missing facilities کی جو functional ability ہے جہاں پر 99 فیصد آ رہی ہے لیکن جہاں پر بچوں کو تعداد میں ہم اضافہ دیکھ رہے ہیں وہاں پر ہم کلاس رومز کے علاوہ additional toilets بھی دے رہے ہیں، مزید وہاں پر toilets blocks بنا کر دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہم ایک بہت بڑی campaign شروع کر رہے ہیں جس کے اندر ہم اپنے بچوں کو hand wash کے نام سے ہم اُن کو صفائی کا بھی بتائیں گے اس کے لئے جیسے ہی چھٹیاں ختم ہوں گی ہماری ایک بہت بڑی campaign launch ہونے جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو آج یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر ہم زیور تعلیم کے ذریعے سے بچیوں کو اپنے پیروں پر کھڑا کر رہے ہیں۔ وہاں پر ہم مزید دو پراجیکٹس لے کر آ رہے ہیں، ہم ان کو فوری طور پر پائلٹ کرنے جا رہے ہیں۔ ایک پراجیکٹ سکول سواری پروگرام کے نام سے ہے اور اس میں بھی ہم نے جنوبی پنجاب کو آگے رکھا ہے۔ ہم اس کو ڈی جی خان اور مظفر گڑھ سے شروع کر رہے

ہیں۔ ہم نے بچیوں کے لئے monthly cash voucher رکھا ہے جس سے وہ سواری کا بندوبست کر سکیں گی اور بچوں کے لئے سائیکل لے کر آرہے ہیں۔ یہ سارا sponsor ہم کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح ہم نے ایک بہت بڑا issue دیکھا کہ جب بچے سکول میں آتے ہیں تو بچوں کی اکثریت کچھ کھائے پیئے بغیر آتی ہے اس وجہ سے ان کی پڑھنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ ہم nutrition یعنی فوڈ پروگرام کو بھی launch کر رہے ہیں اور یہ بھی ہم جنوبی پنجاب سے کر رہے ہیں۔ کیلیفورنیا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایجوکیشن میں پوری دنیا سے آگے ہے اور پاکستان کے ساتھ پندرہ سال آگے کی بات کی جاتی ہے۔ ہم 300 سکولوں کے اندر californium model کو اپنے سلیبس کے ساتھ ملا کر پائلٹ کر رہے ہیں۔ جب آپ digital intervention کی بات کرتے ہیں تو E-Learn Punjab ہمارا بہت بڑا پراجیکٹ ہے جس کے اندر ہم نے آٹھویں، نویں اور دسویں کلاس کی کتابوں کو digitalize کر کے سسٹم بنا دیا ہے۔

جناب سپیکر! اب ہم کمپیوٹر لیب میں اس E-Learn Punjab کو ملا کر launch کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنے سکولوں میں سمارٹ بورڈز کو introduce کرایا، اس کو پائلٹ کیا اور اس کا بہترین رزلٹ نکل کر آیا۔

جناب سپیکر! میں آج ایوان کو یہ بھی بتا رہا ہوں کہ ہم I.T Interventions میں اپنے سکولوں میں سمارٹ بورڈ ٹیکنالوجی پوری قوت کے ساتھ لا رہے ہیں۔ پنجاب کے تمام سکولوں کے اندر ہم نے tablets دے دی ہیں۔ literacy اور numeracy drive جس کے ہم ٹیسٹ لیتے ہیں اس کے اندر ہمیں واضح فرق نظر آیا۔ یہاں پر بات کی گئی ہے کہ سرکاری سکولوں کا رزلٹ کیا آتا ہے؟ میں آپ کے ساتھ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کا رزلٹ شیئر کرتا ہوں۔ ابھی ہم نے جو پانچویں اور آٹھویں کا امتحان لیا اس کے اندر ہمارے سرکاری سکولوں نے 84 فیصد رزلٹ دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب ہم کوالٹی کی بات کرتے ہیں تو ہم نے TSD جو ہمارا Directorate of Staff Development ہے جہاں پر ٹیچرز کی ٹریننگز کروائی جاتی ہیں یونیورسٹی کالج لندن کے ساتھ مل کر، کیمبرج کے ساتھ مل کر، امریکہ کی دو آرگنائزیشن کے ساتھ مل کر، دنیا کے scoping missions سنگاپور، ملائشیا اور سری لنکا میں بھیجے۔ جو وہاں پر پریکٹسز تھیں، جو وہاں پر best teaching چل رہی تھیں

ہم ان کو وہاں سے لے کر آئے۔ آج ہمارا جو ٹیچنگ انسٹیٹیوٹ ہے جہاں پر ہمارے ٹیچروں کی اس وقت ٹریننگ ہو رہی ہے یہ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کا بہترین انسٹیٹیوٹ declare ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں پر سکول ایجوکیشن کے حوالے سے بات کی، یہاں پر میرے بھائی علی رضا شاہ صاحب بیٹھے ہیں یہاں پر بات کی گئی۔ پنجاب کے اندر ہم نے جو allocation ہائر ایجوکیشن میں کی ہے یہ بھی تاریخی ہے۔ جس طرح ایجوکیشن کی overall capacity building کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں at the end یہ کہوں گا کہ وہ وژن، وہ خواب جس کے لئے پنجاب کے عوام خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ووٹ دے کر اقتدار میں لائے تھے، یہ بات میں بہت پہلے کرتا تھا کہ خادم پنجاب یہ کہتے تھے کہ ہر ایک کو اپنے حصے کی شمع جلانی چاہئے آج خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے تعلیم دوست اقدامات کر کے، صوبے میں تعلیم دوستی کا وژن دے کر، سوشل سیکٹر ریفارمز کر کے، دنیا کا سب سے بڑا سوشل سیکٹر ریفارم کا ایجنڈا دے کر صرف اپنے حصے کی شمع نہیں جلائی بلکہ وہ قوم کے لئے مشعل راہ بن چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ابھی میری بہن نے یہاں پر بات کی تھی میں اس کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سکولوں کا ماحول یہ ہے کہ شاہدرہ میں ٹیچر نے ایک بچی کو دھکا دیا۔ میں ان کو اور ایوان کو یہ apprise کرنا چاہوں گا کہ اس کی سی سی ٹی وی فوٹیج آ چکی ہے اس بچی نے خود چھلانگ لگائی تھی۔ ہم نے اس پر CMIT بنائی ہوئی ہے وہ جو رپورٹ دے گی اس رپورٹ کے مطابق فیصلہ ہو گا اور انصاف کا بول بالا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ جو جو باتیں، جو جو figures، جو جو عالمی اداروں کے figures میں نے آپ کے ساتھ شیئر کئے ہیں ان تمام کی بنیاد پر جو انہوں نے کٹوتی کی تحریک دی ہے اس کو مسترد کیا جائے اور مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"40۔ارب 74 کروڑ 96 لاکھ 63 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ نمبر PC21015 "تعلیم" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو 40۔ ارب74 کروڑ96 لاکھ63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC21016

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC21016 خدمات صحت پیش کریں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب7۔ارب28 کروڑ42 لاکھ63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب7۔ارب28 کروڑ42 لاکھ63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC21016 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری،

ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، خواجہ محمد نظام المحمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، مخدوم سید علی اکبر محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ فائزہ احمد ملک، جناب علی سلمان، جناب احسن ریاض فتیانہ اور ڈاکٹر سید وسیم اختر کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک کھرب 7- ارب 28 کروڑ 42 لاکھ 63 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC21016 "خدمات صحت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک کھرب 7- ارب 28 کروڑ 42 لاکھ 63 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC21016 "خدمات صحت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! I oppose

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صحت نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ ایک effective قسم کی ہیلتھ پالیسی لے کر آئے۔ کسی effective health policy کے بغیر یہ جو بجٹ ہم allocate کرواتے ہیں یا ہیلتھ کے سلسلے میں مختلف سکیمیں لاتے ہیں جب ہمارے

پاس کوئی واضح road map نہیں ہو گا، ہماری research waste issue کی identification نہیں ہو گی تو ہم اس بجٹ کو کس طریقے سے خرچ کریں گے۔ یہ ہیلتھ پالیسی بھی ایسی ہونی چاہئے جس میں تمام پالیسیاں ساتھ شامل ہوں۔Health in all policies پر عمل کرتے ہوئے ہمیں ایگریکلچر، انرجی اور دیگر شعبوں میں یہ ہیلتھ پالیسی مرتب کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہماری صرف 20 فیصد آبادی گورنمنٹ ہسپتال سے مستفید ہو رہی ہے اور 80 فیصد آبادی پہلے ہی پرائیویٹ ہسپتال اور پرائیویٹ کلینک کے رحم و کرم پر ہے۔ یہ وہ پرائیویٹ clinics ہیں جو گلی گلی اس وقت موت بانٹ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیمرے والے ادھر بھی کیمرہ کر لیں۔ اُو تھوں تیل نکل آیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! بہت سارے کیمرے لگے ہوئے ہیں یہ دو کیمرے نہیں ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! نہیں، اُو تھوں تیل نکل آیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! بہت کیمرے لگے ہوئے ہیں، ایک دو کیمرے نہیں ہیں۔ آپ کی تصویر آجائے گی۔ آپ فکر نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس وقت situation یہ ہے کہ ہمیں ہیلتھ سیکٹر میں ایمرجنسی لگانے کی ضرورت ہے کیونکہ جو اس وقت ہماری ہیلتھ کی situation ہے، ہسپتال کی situation اور بجٹ کارکردگی پر دیا جانا چاہئے جبکہ اسمبلی کی کارروائی خود اس چیز کی گواہ ہے کہ آدھے سے زیادہ تحاریک التوائے کار جو اسمبلی کے floor پر آتی ہیں وہ محکمہ ہیلتھ سے related ہوتی ہیں۔ ہیلتھ کے issues اس قدر ہیں کہ اس وقت ہم لوگ جو ہیں، دنیا کے 57 countries میں ہیلتھ کرائسز ہیں اس لسٹ میں ہمارا نام آتا ہے۔ ہم لوگ critical shortage health service provider کے اندر آتے ہیں۔ اگر ہم پنجاب حکومت کی کارکردگی کے analysis دیکھیں جس میں Punjab 2012 Health Strategy اور 2017 بنائی گئی

تھی،اس کے اندر یہ ان کا main objective رکھا گیا تھا کہ ہم لوگ پنجاب کے عوام کی mental child health کو improve کریں گے، nutrition کو improve کریں گے اور communicable and non-communicable diseases کو address کریں گے۔ جب ہم لوگ اس کا رزلٹ دیکھتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ ہم ان سارے کے سارے indicators میں fail ہوئے ہیں۔ یہ جو strategy بنائی گئی تھی اس کے اندر ہم بُری طرح فیل ہوئے ہیں اور ہم ٹارگٹس کو achieve نہیں کر سکتے ہیں ۔ ہمیں جس طرح سے انٹر نیشنل اداروں کا ریفرنس دے رہے تھے تو میں بھی آپ کو ایک یونیسف کا ریفرنس دوں گی۔ انہوں نے کہا ہے کہ پچھلی دو دہائیوں سے

> Pakistan ranks towards the bottom amongst countries, when it comes to infant and neonatal mortality.

جناب سپیکر! یہ جتنے بھی indicators ہیں ان میں گزشتہ پانچ سالوں میں کوئی change نہیں آیا،یہ اسی کے اسی طرح ہے۔ہم آج بھی chicken pox کی outbreaks دیکھ رہے ہیں، جیسے فیصل آباد ہو یا ملتان ہو۔ اسی طرح سے جو باقی صورتحال ہے آپ اس کے اندر دیکھیں کہ جو ICU کی صورتحال ہے،پنجاب کے جو ICUs ہیں وہاں سے related لوگ چونکہ جن کی specialty critical care ہوتی ہے وہ اس کو ہیڈ نہیں کرتے بلکہ عام ڈاکٹرز،عام anesthesia والے ہیں وہ اس ICUs کو ہیڈ کر رہے ہیں، dialysis center کی severe shortage ہے،وہاں پر ہمارے پاس technical trained ڈاکٹرز نہیں ہیں،پنجاب کے پاس ٹراما سنٹر نہیں ہے،لاکھوں افراد معذوری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پنجاب حکومت کے تحت کینسر ہسپتال بنانے کی کوئی سکیم ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس وقت کینسر کا مرض ہمارے صوبے میں اتنا زیادہ پھیلا ہوا ہے، ہمیں کینسر ہسپتال کی ضرورت ہے۔ کارڈیالوجی ہسپتال ہمارے پاس پورے نہیں ہیں اور پنجاب حکومت بلوچستان کو کارڈیالوجی ہسپتال donate کر رہی ہے۔ ایسے میں ہم لوگ کہاں پر یہ بجٹ خرچ کر رہے ہیں؟ ہم کیوں پنجاب حکومت کو یہ بجٹ دیں؟ جبکہ یہ سارا بجٹ کبھی بلوچستان کو دے دیتے ہیں اور کبھی کسی کو دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اخبار کی کل کی خبر آپ کو بتانا چاہوں گی کہ چھ ہسپتالوں میں جہاں پر 26ہزار مریض آتے ہیں وہاں پر صرف 26 ایکسرے مشینیز ہیں جن میں اکثر خراب پڑی ہوئی ہیں۔ یہ

صرف reflection ہے جو اس وقت ہماری صورتحال ہے، issues تو بہت سارے ہیں مگر میں یہی کہوں گی کہ جو ہمارے ہسپتالوں کی صورتحال ہے، جو ہیلتھ کا حال ہے ہمیں یہ بجٹ دے کر اس عوام کے پیسے کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک۔

تمام تر تعریفیں، اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک اس نبی پاکؐ کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا۔ بے شک۔

جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ کٹوتی کی تحریک جو اپوزیشن کی طرف سے پیش کی گئی ہے اور جس کے اندر ہماری طرف سے مطالبہ ہے کہ ہیلتھ کا جو بجٹ ہے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ یہ کچھ دلائل کی روشنی میں، میں کوشش کروں گا کہ آپ کے سامنے کچھ fact and figures رکھ سکوں کہ جس کی بنیاد پر ہمارا یہ مطالبہ منظور کیا جائے۔ اس سے پہلے ایجوکیشن کی کٹوتی کی تحریک کے دوران منسٹر صاحب نے wind up کرتے ہوئے آسمان اور زمین کو ساتھ ملانے کی کوشش کی اور بتایا کہ پرائیویٹ سکولوں کے جو بچے ہیں وہ سرکاری سکولوں میں داخل ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ہیلتھ پر آجائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں آپ کو بات اس وجہ سے بتانا چاہ رہا ہوں کہ جو بچے پرائیویٹ سکولوں سے سرکاری سکولوں میں آئے ہیں وہ غربت کی وجہ سے آئے ہیں۔ یہ آپ کے standard کی وجہ سے نہیں آئے۔ وہ بے چارے مجبور ہو گئے تھے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ہیلتھ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر اتنے ہی اچھے سکول بن گئے تھے تو اپنے بچوں کو داخل کروالیں۔ آپ اپنے بچے کیوں نہیں داخل کرواتے تا کہ یہ کہہ سکیں کہ ہاں حالات اچھے ہو گئے ہیں۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: No, no, order in the House.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! حکومتی ترجیحات صحت کے حوالے سے دعوے اور زمینی حقائق میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ حکومتی ترجیحات اورنج میٹرو ٹرین ہے، دعوے جو یہ کرتے ہیں صبح شام، ہر غریب کو صحت کے حوالے سے سہولیتں دینے کی اور وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ میں چین سے نہیں بیٹھوں گا، ہم کہتے ہیں کہ آپ چین سے نہیں بیٹھیں گے مگر آپ چین میں جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ ہر تیسرے دن بعد آپ چین چلے جاتے ہیں، آپ چین سے نہیں بیٹھے آپ چین کے ہو گئے ہیں یا ترکی کے ہو گئے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"وزیر اعلیٰ پنجاب زندہ باد" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، Order in the House ان کی بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! زمینی حقائق، غریب آدمی سرکاری ہسپتالوں کے اندر خوار ہو رہا ہے۔ یہاں پر جتنے بھی بڑے بڑے ٹیچنگ ہسپتال، میں specially لاہور کی بات کروں گا کہ یہاں جتنے بھی ہسپتال ہیں، محترمہ وزیر خزانہ اور متعلقہ منسٹر صاحب جو ان ہسپتالوں کے ہیں ان کو جا کر صبح کو ضرور visit کرنا چاہئے تاکہ ان کی آنکھیں کھلیں اور انہیں پتا چلے کہ غریب آدمی کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے اور یہ اپنا علاج بھی ان سرکاری ہسپتالوں میں اسی طرح لائن میں لگ کر کروائیں جب دو دو مہینے باری نہیں آتی تو پھر انہیں پتا چلے گا کہ ہسپتال کیا ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! اب میں یہاں پر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ حکومت کو یہ بتانے کی ضرورت تھی کہ ان کی کیا study ہے کہ پنجاب کی جتنی عوام ہے یا آبادی ہے اس کے مطابق کتنے ڈاکٹرز چاہئیں، کتنی نرسز چاہئیں اور کتنے مزید ہسپتال چاہئیں تاکہ اس کے مطابق یہ آنے والے سالوں کے اندر plan کرتے پھر یہ کہتے کہ ہم نے target achieve کر لیا ہے لیکن معذرت کے ساتھ سوائے ہیلتھ پر block allocation کے یہ کچھ نہیں کر سکے۔ اسی وجہ سے کہ ڈاکٹرز ہمارے اداروں سے پڑھ کر پاکستان سے باہر جا رہے ہیں جب آپ ان اداروں کے اندر جونیئر کو سینئر پر ترجیح دیں گے تو اس طرح کے رزلٹ نکلیں گے، پھر ہسپتالوں کے اندر بھی من پسند افراد کو جب آپ ترقیاں دیں گے تو وہ جو سینئرز ہوں گے ان کو

آپ پیچھے دھکیل دیں گے جو کہ آپ کی پہلے دن سے پالیسی ہے تو پھر یہی حالات ہوں گے۔ پھر ہیلتھ کے یہی حالت ہونے ہیں پھر اس کے علاوہ اس صوبے کے اندر کچھ نہیں ہونا۔

جناب سپیکر! اب میں تھوڑا سا بجٹ کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ 2016 اور 2017 میں جو رواں مالی سال پیچھے گیا ہے اس کے دوران انہوں نے چار ٹیچنگ ہسپتال کی revamping کے لئے بجٹ allocate کیا۔ اب منسٹر صاحب نے بتایا کہ ہم تو 100 percent utilization کرتے ہیں، 4۔ ارب روپے اس کے لئے پیسے رکھے گئے، میو ہسپتال، جناح ہسپتال، الائیڈ ہسپتال فیصل آباد اور بے نظیر ہسپتال راولپنڈی، ایک روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ انہوں نے اس کی revamping کرنی تھی۔ آپ ان سے پوچھیں کہ وہ 4۔ ارب روپیہ ہمیں دکھانے کے لئے تو بجٹ کے اندر رکھ دیا گیا لیکن جہاں عوام کو سہولت دینے کی بات آتی ہے تو اس کو آپ استعمال نہیں کرتے بلکہ اس پیسے کو نکال کر under passes اور ring road کے اوپر لگاتے ہیں اور انسان وہاں پر جانوروں کی طرح مر رہے ہیں۔ اگر ان چار ہسپتالوں کی revamping ہو جاتی اور وہاں پر سہولیات دے دی جاتیں تو غریب آدمی عزت کے ساتھ وہاں پر علاج کروالیتا۔ وہ 4۔ ارب روپیہ پچھلے رواں مالی سال کے لئے رکھا گیا اور اب اس بجٹ کو 80 کروڑ روپیہ کر دیا گیا یعنی کہ ہر ہسپتال کے لئے آپ نے 20 کروڑ روپیہ رکھ دیا۔ میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ یہ ان کی ترجیحات ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہیلتھ کا بجٹ بڑھ رہا ہے، ہیلتھ کا بجٹ بڑھ نہیں رہا، ان کی مرضی سے ادھر ادھر جا رہا ہے۔ یہ دکھانے کے لئے رکھ لیتے ہیں اور جب استعمال کرنے کی باری آتی ہے تو انہوں نے استعمال نہیں کرنا۔

جناب سپیکر! دس سال سے سرجیکل ٹاور میو ہسپتال بن رہا ہے۔ انہیں اس سرجیکل ٹاور سے اتنی تکلیف ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا کیونکہ وہاں پر جو تختی لگی ہوئی ہے وہ تختی ان کے دماغ پر سوار ہو گئی ہے۔ دس سال سے سرجیکل ٹاور نہیں بن رہا۔ اب کی بار بھی اس کے لئے 2 کروڑ 22 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ کتنا شرم کا مقام ہے کہ وہ ہسپتال جو پنجاب کا سب سے بڑا ہسپتال ہے اس ہسپتال کے ساتھ آپ یہ سلوک کر رہے ہیں کیونکہ سابقہ وزیر اعلیٰ کی وہاں پر پھٹی لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! سمن آباد ہسپتال، میرے حلقے کا ہسپتال، ہم نے اس کی opening کی، اس کو بنایا، وہاں پر 40 بیڈز کا ہسپتال تھا، چونکہ میں ادھر سے ایم پی اے ہوں انہوں نے اس کو 25 بیڈز کا کر

دیا۔ 25 بیڈز کا کرنے کے بعد آٹھ سال میں اس کو complete کیا اور اب بھی اس کے اندر سہولیات پوری نہیں دی گئیں۔ وہاں پر ڈاکٹروں اور نرسز کی جو رہائش گاہیں بنی تھیں۔۔۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ خاموش ہو جائیں، منسٹر صاحب خود جواب دیں گے۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ یہ point لکھیں کہ وہاں پر ہم نے جو ڈاکٹروں اور نرسز کی رہائش گاہوں کے لئے فنڈ کا کہا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور لکھ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے oppose کیا ہے لہٰذا ان سے میں بات اس وجہ سے کر رہا ہوں۔ میں اصول کے تحت بات کر رہا ہوں۔ وہاں پر آپ ان کو رہائش بنا کر نہیں دے رہے اور اس پلاٹ کے اوپر پھر قبضہ ہو رہا ہے جو ہم نے چھڑوا کر دیا تھا۔ کبھی اس ہسپتال کے اشتہار ٹی ایم اے لگانا شروع کر دیتا ہے، کبھی ای ڈی او لگانا شروع کر دیتا ہے، کبھی کوئی دوسرا لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اس ہسپتال کے اندر اس حلقے کی عوام یا اس حلقے سے باہر کی عوام کا علاج ہونا ہے، خدارا کوئی خوف خدا کھائیں، آپ نے اس کا بجٹ cut کیا، آپ نے اس کے بیڈ کم کئے، آپ نے ڈاکٹروں اور نرسز کی رہائش گاہیں نہیں بنائیں۔ چلیں، مان لیا لیکن آپ کم از کم اب تو اس کے اندر سہولتیں دے دیں۔ آٹھ سال بعد تو دے دیں، آپ نے بدلہ لینا ہے تو مجھ سے لے لیں، کوئی دو چار پرچے کروا دیں، کوئی اور سلسلہ مجھ پر کر دیں لیکن کم از کم اس ہسپتال کو تو ٹھیک کر دیں۔

جناب سپیکر! وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، شرم کا مقام، شرم در شرم کا مقام کہ وہاں بھی تختی کسی اور کی لگی ہوئی ہے، وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کی لگی ہوئی ہے وہ اس وجہ سے نہیں بن رہا۔ ان سے برداشت نہیں ہو رہا، ان کے اندر برداشت کا مادہ نہیں ہے۔ اگر یہ ہسپتال complete ہو جاتا اور آج وہاں پر سرجری ہو رہی ہوتی تو لاہور کے اوپر اتنا پریشر نہ ہوتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اگلی بات برن سنٹر، حوصلے سے سنیں، 2005 میں بیت المال پاکستان اور پنجاب گورنمنٹ نے اکیلا برن سنٹر کھولنے کے لئے اس کا جناح ہسپتال میں سنگ بنیاد رکھا۔ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر

جو جل جاتا ہے وہ وہاں پر مرتا ہے، آپ نے اس کو شروع نہیں کیا، اب جا کر آپ نے اس کو کیا ہے اور پورے پنجاب کے اندر ایک برن سنٹر ہے وہ بھی آپ نے آٹھ سال میں کیا ہے کیونکہ وہاں پر بھی چھٹی چودھری پرویز الٰہی کی لگی ہوئی تھی۔ وہاں پر تکلیف ہو رہی تھی کہ آپ اس کو نہیں بنانا چاہ رہے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے اندر اگر خدانخواستہ ڈیرہ غازی خان میں کوئی جل جائے، اس کو کسی وجہ سے کوئی problem ہو جائے تو بتائیں کدھر لے کر جائیں گے؟ آپ کی کرسی، آپ کا منصب بھی اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ جناب والا! ہم لاہور میں بیٹھ کر آپ کے لئے لڑائی کر رہے ہیں لیکن آپ لوگ چپ کا روزہ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی نے پلے سے پیسے نہیں دینے، یہ پیسے غریب عوام کی tax money ہے۔ یہ تو علاج کروانے کے لئے باہر چلے جاتے ہیں۔ انگلینڈ چلے جاتے ہیں، ان کو چھینک آتی ہے تو امریکہ چلے جاتے ہیں۔ غریب آدمی نے ادھر ہی علاج کروانا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! پی آئی سی لاہور، اس کے بارے میں سنیں، زکوٰۃ اور چندے سے اپٹا والوں نے آپ کو بلڈنگ بنا کر دی ہے، ان کو توفیق نہیں ہوئی، وہاں پر وہ بے چارے ڈاکٹر جو ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں، جو دن رات محنت کر کے اس ہسپتال کو چلانے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ کیا کریں؟ وسائل نہیں ہیں، وہ تو اپنی محنت سے پورا کر رہے ہوں گے لیکن آپ نے اس کے سامنے عوام کے tax money کے پیسے سے سڑک بنا دی، سڑک کے اوپر سڑک بنا دی، وہاں پر تو ہماری بہن محترمہ وزیر خزانہ دل پر ہاتھ رکھ کر نہیں بات کرتی کہ بھائی وہ بنی ہوئی سڑک کے اوپر سڑک بنا دی گئی ہے۔ اس پر وہ پیسا جو آپ نے بجٹ ضائع کیا ہے اس کے بارے میں تو کوئی بات نہیں کرتا۔ ان کا ضمیر کب جاگے گا، جب غریب عوام مر جائے گی تب جاگے گا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ایم آئی سی ملتان، ملتان کی بات سن لیں۔ ملتان کے اندر بھی جو کارڈیالوجی سنٹر وہاں پر بنا ہوا ہے اس کی بھی یہی صورتحال ہے۔ ہمارے قابل احترام وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اس کو بھی ایسے ہی رکھا ہوا ہے۔ ہسپتال کے اوپر توجہ نہیں کرنی، ہم نے سڑکوں اور پلوں کے اوپر توجہ کرنی ہے۔

جناب سپیکر! اگلی بات، میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے کہوں گا کہ آپ یہ سوچیں کہ آپ نے سب سے پہلے ترکی کو بلا کر لاہور کی صفائی کا ٹھیکہ دے دیا۔ ترکی صفائی کرے، نصف ایمان آپ کی

صفائی ہے، یہ کیسی قوم ہے جو اپنی صفائی خود نہیں کر سکتی۔ پھر آپ نے میٹرو بنا کر بسیں ان کے حوالے کر دیں، اب ایک اور کام، نواں کم آیا اے، ایوی سن لوو۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ہیلتھ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کا ہی بتا رہا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کے حقوق کی بات کروں گا۔ میں آپ کی بات کروں گا۔ آپ کی نہیں، آپ کے ڈسٹرکٹ کی بات کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہیلتھ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہاں پر رہنے والی عوام کی بات کروں گا کیونکہ وہ پاکستانی ہیں میں ان کی بات کروں گا۔ اب آپ نے ایک نیا کام پکڑ لیا ہے، ایک نئی شعبدہ بازی۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتالوں کے لئے 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال مظفر گڑھ کو 12 کروڑ، 82 لاکھ 10 ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال بیدیاں کے لئے 17 کروڑ 76 لاکھ 60 ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ طیب اردگان ٹرسٹ ہسپتال مناواں کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ خدا کا خوف کھالیں، آپ کے ڈاکٹر دنیا کے اندر پاکستان کا نام بنا رہے ہیں اور آپ کی پالیسیوں نے ان کو یہ ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ آپ باہر سے مینجمنٹ لا کر ان ہسپتالوں کے اوپر بٹھا رہے ہیں۔ ہمارے پاس تو قابلیت نامی چیز ہے ہی کوئی نہیں، یعنی کہ ہماری عوام کے اندر کوئی قابل آدمی ہے ہی نہیں جو کہ ہسپتال کو بھی چلا سکے۔ جب آپ نے تسلی کر لی ہے، آپ نے وہی بنیاد رکھی ہے جو گورے نے انڈو پاک کے اندر آ کر رکھی تھی۔ اس نے ایک کمپنی ایسٹ انڈیا بنائی تھی، آپ نے کئی سو کمپنیاں بنا دی ہیں اور ان کمپنیوں کا خمیازہ غریب عوام آنے والے دنوں میں بھگتے گی۔

جناب سپیکر! میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے جس کے اندر ہمارا مطالبہ ہے کہ چونکہ حکومت بری طرح نااہل، ناکام، نکمی ہے اور فیل ہو چکی ہے لہٰذا اس کا بجٹ ایک روپیہ کر دیا جائے تاکہ غریب عوام کا پیسا بچایا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جیسے decide ہوا تھا اب دو بجنے میں دس منٹ رہ گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ ذرا ادھر چپ کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خاموش ہو جائیں، Order in the House

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! اساں روزہ رکھیا ہویا اے لیکن چپ دا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وحید صاحب! اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے ابتداء کے اندر جیسے ایجوکیشن میں refer کیا تھا میں ہیلتھ کے حوالے سے بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور میں نے اپنی بجٹ تقریر کے اندر بھی یہ بات محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی خدمت میں رکھی تھی کہ آپ نے جو پچھلے سال بجٹ دیا تھا اس کا account balance بھی اسمبلی کے سامنے رکھے جانے کی ضرورت ہے کہ پچھلے سال جو کچھ آپ کو دیا تھا اس کا کیا حشر نشر ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہیلتھ کے جو دو component بنائے گئے ہیں، پچھلے سال کے بجٹ میں سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن کے لئے 24500 ملین روپے کی allocation تھی جسے revise کر کے 27785 ملین روپے کر دیا گیا اور 30-جون تک ان کی spending تھی لیکن 27785 ملین روپے کے against ان کی spending 10107 ملین روپے تھی ۔اسی طرح سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر میں 30-جون 2017 تک allocation کا 36 فیصد بنتا ہے جو spend ہوا ہے ۔اسی طرح پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے لئے شروع میں 18000 ملین روپے رکھے گئے جو revise کر کے 22692 ملین روپے کئے گئے انہوں نے پورا سال بہت محنت کی اور ان کی utilization 9322 ملین روپے پر پہنچی جو 30-جون 2017 تک ان کی allocation کی 41 فیصد spending بنتی ہے۔ ابھی جب وزیر تعلیم کے سامنے یہ figures آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اب تک 80 فیصد بجٹ خرچ چکے ہیں۔30-جون تو ابھی آیا چاہتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے چوکے چھکے نہیں لگانے چاہئیں اور قوم کے سامنے صحیح بات رکھیں۔ آپ کی اہلیت یہ ہے کہ آپ نے دس مہینوں کے اندر 36 فیصد اور 41 فیصد خرچ کیا ہے تو آپ کس بنیاد پر اس میں increase مانگ رہے ہیں؟ اس حوالے سے اسے justify کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں ابتدا کے اندر ہی یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے پچھلے سال کلیریکل سٹاف کو accommodate کیا بہت اچھی بات ہے کہ ان کی pay and scale revise کئے گئے۔ میں نے بجٹ کی debate میں بھی یہ بات رکھی تھی کہ ہیلتھ میں 150 کے قریب ایسے کیڈرز ہیں جو ترقی سے محروم رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ منسٹر صاحبہ اس کی طرف review کریں کہ اس حوالے سے انہیں accommodate کیوں نہیں کیا گیا۔ اسی طرح راولپنڈی میڈیکل کالج اور فیصل آباد میڈیکل کالج کو حالیہ دنوں میں یونیورسٹی کے لئے اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ یہ دونوں کالجز بہاولپور کے قائداعظم میڈیکل کالج سے بعد میں بنے ہیں اسی طرح ملتان، KE، فاطمہ جناح، UHS یونیورسٹیاں موجود ہیں لیکن بہاولپور کو کیوں ignore کیا گیا ہے؟ چونکہ آپ مختلف avenues میں ہمیں ignore کرتے ہیں اس لئے ہمارا یہ مطالبہ بالکل valid ہے کہ 2008 سے 2013 کی اسمبلی نے جو قرارداد پاس کی تھی کہ بہاولپور کے صوبے کو بحال کیا جائے۔ میں آج بھی اسی حوالے سے یہ بات کرتا ہوں کہ ہمارا صوبہ بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ اس بجٹ میں اٹک اور بھکر میں میڈیکل کالج بنیں گے اور بہاولنگر میں کام تیزی کے ساتھ جاری و ساری رہے گا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کی feasibility بناتے ہیں؟ انہیں چلانے کے لئے فیکلٹی کہاں سے آئے گی؟ مجھے بہاولپور اور جنوبی پنجاب کے حوالے سے اچھی طرح معلوم ہے کہ قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور سے میڈیکل فیکلٹی کے لوگ loan basis پر ڈی جی خان میڈیکل کالج بھیجے جاتے ہیں کیونکہ PMDC کی ٹیم اس کی recognition کے لئے آرہی ہے یعنی اس طرح کا دو نمبر سلسلہ کر کے کالج کی recognition کروائی جارہی ہے اور یہ لمحہ فکریہ ہے۔ کیا آپ کے پاس اس حوالے سے کوئی ماسٹر پلان ہے؟ گورنمنٹ نے پرائیویٹ میڈیکل کالجز کو مشروم growth کی طرح allow کیا ہوا ہے جو داخلے کے وقت under hand

ایک ایک داخلے کے against پچیس پچیس لاکھ روپے چٹی وصول کرتے ہیں اور یہ سارا ایوان اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے لیکن اسے کوئی check کرنے والا نہیں ہے۔ ان کی فیس کو کوئی regulate کرنے والا نہیں ہے۔ کیا یہ کوئی جنگل ہے کہ جس کا جس طرح دل چاہے وہ عوام کو لوٹنا شروع کر دے؟ اس بارے میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی بالکل خاموش ہے اور بجا طور پر عوام کے اندر یہ باتیں آتی ہیں کہ اس طرح کی جو لوٹ کھسوٹ ہے اس میں اوپر کی سطح پر حکومت کے اندر بھی کوئی ملی بھگت ہے جس کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میڈیکل کالجز میں جو داخلوں کی ratio ہے اور allow ہو گیا کہ اس میں gender discrimination نہیں ہو گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری جو بچیاں لیڈی ڈاکٹر بنتی ہیں ان کی 60 فیصد اکثریت نہ پرائیویٹ پریکٹس کرتی ہے اور نہ گورنمنٹ job کے اندر جاتی ہے لیکن ہمارے اندر اتنی ہمت نہیں ہے کہ ہم اس کے لئے قانون سازی کریں۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی propose کیا تھا کہ آپ داخلے کے لئے پچاس پچاس فیصد کوٹا کریں یعنی پچاس فیصد بچیوں کے لئے اور پچاس فیصد بچوں کے لئے تاکہ فیلڈ کے اندر جو ڈاکٹروں کی ضرورت ہے وہ پوری ہو سکے اور وہ ڈاکٹر فیلڈ میں کام کرنے والے ہوں لیکن حکومت ڈرتی ہے کہ سپریم کورٹ نے allow کیا ہوا ہے اور decision دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ آپ قانون سازی کریں آپ اس حوالے سے کیوں ڈرتے ہیں؟ میں اس حوالے سے پوری ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہوں آپ کہیں کہ ڈاکٹر سید وسیم اختر نے اسے propose کیا ہے اور یہ rational بات ہو گی تاکہ ہمارا ہیلتھ سسٹم آگے چل سکے۔ میرے بھائی اسلم صاحب نے یہ بات کی ہے کہ اس حوالے سے کوئی ماسٹر پلان نہیں ہے اور ڈاکٹر نوشین حامد نے بھی بات کی ہے کہ دیہاتی آبادی اور شہری آبادی کے لئے کوئی ماسٹر پلان نہیں ہے کہ کتنی آبادی بڑھ رہی ہے کتنے ڈاکٹرز چاہئیں کتنی نرسز چاہئیں کتنے پیرامیڈیکس چاہئیں لیکن اس حوالے سے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی ایک بھی ماسٹر پلان نہیں ہے اگر ہے تو اس حوالے سے ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ FCPS پارٹ۔II کرنے کے لئے پہلے میڈیکل کالجز کے اندر پرنسپل اسے allow کرتے تھے کہ کس کو کس میں بھیجنا ہے میڈیسن میں یا سرجری میں لیکن اب

انہوں نے اس کو centralize کر لیا ہے۔ diagnosis کی، تشخیص کی backbone لیبارٹریز ہوتی ہیں اور جو لوگ پیتھالوجی میں FCPS کرتے ہیں وہ انہیں run کرتے ہیں۔ بہاولپور میں پیتھالوجی کے اندر چھ ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور دو پروفیسرز کی اسامیاں خالی ہیں۔ مجھے اس پر بہت ہی دکھ ہے کہ پچھلے سال بھی centralization میں اور اس سال بھی central induction کے اندر پیتھالوجی میں FCPS پارٹ-II کرنے کے لئے انہوں نے کوئی سیٹ نہیں رکھی حالانکہ بہت سارے بچے پیتھالوجی میں FCPS پارٹ-I کر کے بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے میرا first-hand knowledge ہے کہ اس بارے میں ان کا کوئی broad vision نہیں ہے کہ کس شعبے کے اندر کتنے ڈاکٹرز چاہئیں اور FCPS پارٹ-I کرنے والے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دو منٹ میں اپنی بات wind up کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب نے بھی بات کرنی ہے اس لئے آپ wind up کر دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں prevention aspect کے حوالے سے بھی بات کروں گا۔ نیپرا جو کہ میڈیا کو کنٹرول کرتا ہے وہ الیکٹرانک میڈیا کے مالکان کو پابند کرے کہ وہ اپنے بجٹ کا پانچ فیصد عوام کو بیماریوں کے بچاؤ کی آگاہی کے لئے خرچ کریں۔ الیکٹرانک میڈیا کے مالکان سے بات کریں، اس حوالے سے حکومت بجٹ مختص کرے اور لوگوں کو آگاہی دے کہ ہیپاٹائٹس کا مرض کیسے ہوتا ہے، ٹی بی کیسے ہوتی ہے اور ڈائریا کیسے ہوتا ہے؟ اگر آپ بیماریوں کے بچاؤ کے لئے آگاہی مہم چلائیں گے اور prevention aspect کو مد نظر رکھیں گے تو cure کے huge بجٹ میں cut لگ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے بڑے ہسپتالوں میں ایک چیز کی کمی ہے کہ مریضوں کے ساتھ جو attendants آتے ہیں ان کے بیٹھنے یا ٹھہرنے کے لئے کوئی معقول انتظام نہیں کیا گیا۔ ہمارے ہاں ہیلتھ سسٹم اتنا develop نہیں ہوا کہ مریض کو آپ ہسپتال میں داخل کروا دیں اور پھر ہسپتال والے اس کے حوالے سے سارے معاملات کو خود ہی deal کر لیں گے۔ مریض کے ساتھ جو attendants آتے ہیں وہ

کہاں رہیں گے اور ان کی ضروریات کیسے پوری ہوں گی؟ اس کے لئے ہمارے پاس کوئی سسٹم موجود نہیں ہے۔لواحقین یا attendants ہسپتال کی corridors کے اندر پڑے ہوتے ہیں تو اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال BVH کے حوالے سے بات کروں گا کہ وہاں پر گزشتہ چھ سالوں سے 30بیڈز کا ICU بالکل تیار ہے،عمارت تیار ہے،equipment بھی آ گیا ہے لیکن SNE میں اسامیاں نہیں دی جارہیں۔میں ہر مرتبہ واویلا کرتا ہوں کہ کروڑوں روپے کی مشینری خراب ہورہی ہے لہٰذا مہربانی کرکے وہاں پر سٹاف تعینات کیا جائے تاکہ اس مشینری کو استعمال میں لایا جاسکے۔غریب عوام کے پیسے سے یہ equipment خریدا گیا ہے لہٰذا اس حوالے سے ضروری احکامات جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر!تمام ہسپتالوں کے اندر کینسر وارڈز بنائی جائیں اور BVH کے اندر بھی کینسر وارڈ بنائی جائے۔بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال اب بالکل landlocked ہو گیا ہے،building کوئی نہیں رہی۔میں نے اس معاملے کو ایوان کے اندر بڑے بھرپور طریقے سے اُٹھایا تھا اور خواجہ عمران نذیر جو اس وقت بطور وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر تشریف فرما ہیں اُس وقت پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت تھے انہوں نے میرے ساتھ وعدہ بھی کیا تھا۔اس ہسپتال کے ساتھ پرانے سی ایم ایچ کی عمارت اور 500ایکڑ رقبہ ہے۔پہلے یہاں سی ایم ایچ ہسپتال ہوتا تھا اب وہ کنٹونمنٹ میں shift ہو گیا ہے۔یہ زمین اب بھی حکومت پنجاب کی ملکیت ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ جگہ BVH کو دے دی جائے کیونکہ یہ جگہ بالکل اس کے ساتھ ہے۔خواجہ عمران نذیر نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم اس جگہ کو BVH کے لئے لیتے ہیں لیکن اس ایوان کے اندر کیا گیا وعدہ آج تک پورا نہیں ہو سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ہم نے کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے کہ اس رقم کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے لیکن ان lapses کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو ایک روپیہ بھی نہیں دینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب خواجہ نظام المحمود بات کریں گے۔ خواجہ صاحب! مختصر بات کیجئے گا۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! میرا علاقہ تونسہ شریف ہے جہاں پر ہیلتھ کے حوالے سے کوئی سہولت میسر نہیں۔ وہاں پر ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے جس میں نہ ڈائیلسز مشین، نہ کارڈیالوجی کا کوئی علاج، نہ کوئی severe قسم کا آپریشن ہوتا ہے اور نہ ہی اس ہسپتال میں ادویات میسر ہیں۔ وہ ہسپتال ایک ڈسپنسری کی شکل میں ہے۔ رمک سے لے کر ڈیرہ غازی خان تک اس علاقے میں ہیلتھ کے حوالے سے کسی قسم کی کوئی سہولت میسر نہیں۔ وہاں سے ملتان کا فاصلہ تین سو کلومیٹر ہے اور لوگ اپنے علاج کے لئے ملتان جاتے ہیں اگر وہاں پر بھی علاج نہ ہو سکے تو پھر لاہور آتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں علاج کی سہولتیں کیوں مہیا نہیں کی جاتیں؟ ہمارے علاقے کے ہسپتال میں پچھلے چار سال سے ٹراما سنٹر بن رہا ہے لیکن ابھی تک وہ مکمل نہیں ہو سکا۔ دوسے تین لاکھ کی آبادی ہے لیکن اس کے لئے صرف 50 بیڈز کا ہسپتال ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ میرے علاقے میں صحت کی تمام سہولتیں فوری طور پر مہیا کی جائیں۔ Tribal areas میں تو بالکل کوئی ہسپتال نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر صحت سے آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ میرے علاقے میں صحت کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑے اچھے طریقے سے تفصیلاً بات کر دی ہے میں صرف دو باتیں کہنا چاہوں گی۔ میں وزیر اعلیٰ کو ان کے 9 سال قبل کہے گئے الفاظ یاد دلانا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم صحت کے مراکز کو اس مقام تک لے آئیں گے کہ جہاں مریض کے مرض کو دیکھا جائے گا اس کی حیثیت کو نہیں دیکھا جائے گا۔ آج مریض علاج کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ ڈاکٹرز اور نرسیں سراپا احتجاج ہیں، ہر چوتھے دن سڑکوں پر وہ احتجاج کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! آج دسویں سال میں وزیراعظم کو شعبہ صحت کا خیال آگیا اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم پچاس ہسپتال بنائیں گے جبکہ پچھلے نو سالوں میں وہ ایک ہسپتال بھی نہیں بنا سکے۔ یہ اعلان صرف اور صرف الیکشن جیتنے کی خاطر کیا گیا ہے۔ یہ خود بھی پُھڑیں مار رہے ہیں اور اس کے مشورے دوسروں کو بھی دے رہے ہیں۔ یہ عوام کی زندگیوں کے ساتھ پچھلے دس سالوں سے کھیل رہے ہیں۔ اس وقت دو کروڑ سے زیادہ لوگ ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ہیپاٹائٹس کے بعد کینسر تیسرا بڑا مرض بن چکا ہے۔ ایک ہسپتال میں 208 سے زیادہ بیڈز نہیں ہیں جبکہ لاکھوں کی تعداد میں کینسر کے مریض موجود ہیں۔ موجودہ حکومت پچھلے نو سالوں میں شعبہ صحت کے حوالے سے کوئی کارکردگی نہیں دکھا سکی تو اس آخری سال میں وہ کیا کرے گی؟ صرف اشتہار بازی سے کام نہیں چلتا بلکہ عملی طور پر کوئی کام کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب محترمہ سعدیہ سہیل رانا بات کریں گی اور یہ آخری مقرر ہوں گی کیونکہ وقت بہت زیادہ ہو چکا ہے اور ابھی وزیر صحت نے wind up speech بھی کرنی ہے۔ محترمہ! آپ مختصر بات کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پچھلے دنوں خبروں میں سُنا اور دیکھا تھا کہ ہماری ایک ماں نے جناح ہسپتال کے فرش پر جان دے دی تھی۔ آج Dawn news کے first page پر اس کی سٹوری چھپی ہے کہ وہ اوکاڑہ سے چلی اور جنرل ہسپتال لاہور پہنچی۔ جنرل ہسپتال کے ڈاکٹرز نے کہا کہ یہ heart patient ہے لہٰذا اس کو PIC لے جائیں۔ جب وہ PIC گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو kidney patient ہے لہٰذا اس کو آپ جناح ہسپتال لے جائیں۔ چنانچہ وہ جناح ہسپتال آئی۔ جناح ہسپتال میں جس بیڈ پر اسے ڈالا گیا وہاں اسی بیڈ پر ایک اور مریض بھی تھا۔ کچھ دیر بعد بتایا گیا کہ اس بیڈ پر موجود دوسرے مریض کی biopsy ہونی ہے اس لئے اس مریضہ کو بیڈ سے اُتار کر نیچے زمین پر ڈال دیا گیا۔ وہ ماں میری بھی ہو سکتی تھی اور وہ یہاں بیٹھے ہوئے سب معزز ممبران کی ماں تھی۔ اس نے فرش پر تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے دی۔

جناب سپیکر! آج حکومت دعوے کر رہی ہے کہ health facilities پوری ہو چکی ہیں، زبردست سسٹم چل رہا ہے اور کوئی مسائل نہیں ہیں۔ مجھے بتایئے ایک مریضہ اوکاڑہ سے اپنے علاج کے

لئے لاہور آتی ہے، تین ہسپتالوں سے reject ہو کر آخر میں وہ جناح ہسپتال کے فرش پر دم توڑ دیتی ہے تو ہمیں ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں پر بات کرنی چاہئے۔ جنرل ہسپتال میں تیس سال بعد ایک کلینک لیبارٹری بنی ہے۔ بہت اچھی بات ہے کیونکہ وہاں پر اس کی بہت زیادہ ضرورت تھی لیکن چار سے پانچ کروڑ روپے کی لاگت سے بننے والی لیبارٹری کو وجود میں آنے میں 30 سال لگ گئے جبکہ جنرل ہسپتال کے سامنے جو bridge بنا ہے اس کے pillar کی قیمت بھی اس سے زیادہ ہے۔ غریب مریضوں کو اس لیبارٹری کے لئے تیس سال انتظار کروایا گیا۔ ایسی کئی لیبارٹریاں ہسپتالوں میں قائم ہو سکتی ہیں اگر حکومت کی توجہ bridges and pillars کی بجائے انسانی جانوں کی جانب مبذول ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔ اب وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر wind up speech کریں گے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں on the floor of the House یہ کہہ رہا ہوں کہ ہماری حکومت نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے دودھ اور شہد کی نہریں بہا دی ہیں۔ ہمیشہ یہ کہا کہ challenges اور مشکلات ہیں اور ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ان پر قابو پا لیا جائے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب ہمیشہ وہ بات کرتے ہیں جو ground reality سے مطابقت رکھتی ہو۔ وزیر اعلیٰ نے بارہا مرتبہ ہیلتھ سسٹم کے اُوپر اپنے تحفظات کا اظہار کیا اور اس کی بہتری کے لئے دن رات کوشاں بھی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے شعبہ صحت پر سب سے زیادہ توجہ دی ہے اور ہر ہفتے میں ہماری کارکردگی کے کم از کم دو دو reviews ہوتے ہیں۔ مجھے اپنے اپوزیشن کے معزز ممبران کی نیت پر کوئی شک و شبہ نہیں کیونکہ اگر یہ کوئی تنقیدی بات کرتے ہیں تو یقیناً بہتری کے لئے کرتے ہیں۔ ان کے علاقوں میں اگر شعبہ صحت کے حوالے سے کوئی مسائل ہیں تو انہی کو اُجاگر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہیلتھ وہ محکمہ ہے کہ جہاں روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں لوگ ہماری ہیلتھ facilities کا visit کرتے ہیں، لاکھوں مریض ہمارے ہسپتالوں میں داخل ہوتے اور ان لاکھوں میں سے کچھ لوگوں کی جانیں بھی جاتی ہیں۔ محکمہ ہیلتھ کی بدقسمتی یہ ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں لوگ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے انہی سرکاری ہسپتالوں میں علاج کروا کر صحتیاب ہوتے ہیں لیکن ان کا تو ذکر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میں figures کے گورکھ دھندے میں نہ الجھتا ہوں نہ الجھاتا ہوں۔ میرے بھائی ہمیشہ گلہ کرتے ہیں کہ بجٹ figures کا گورکھ دھندہ ہے۔

جناب سپیکر! میں کارکردگی کی بات کرتا ہوں میں figures پر نہیں جاتا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس دفعہ جو ہیلتھ کو بجٹ دیا ہے وہ تاریخ کا maximum بجٹ ہے جو کہ یقیناً ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو سوشل سیکٹر کا بجٹ اس دفعہ ہماری حکومت نے دیا ہے۔ میں اس پر محترمہ وزیر خزانہ کو نہ صرف مبارکباد دینا چاہتا ہوں بلکہ میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے بھی میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ ہمارا سوشل سیکٹر کا بجٹ تاریخ کے کسی بھی بجٹ سے الحمد للہ بڑا بجٹ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پلوں اور سڑکوں کا یہاں بڑا گلہ کیا جاتا ہے تو آج ہمارے اپوزیشن ممبران کو یقیناً خوشی ہوگی کہ ہمارا سوشل سیکٹر کا بجٹ پلوں اور سڑکوں سے کئی سو گنا زیادہ رکھا گیا ہے۔ یہ وہی پل اور سڑکیں ہیں جن پر U Turn لے کر مریض ہسپتال پہنچتے ہیں کیونکہ ہیلی کاپٹر میں تو پہنچ نہیں سکتے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج یہاں ہیلتھ پالیسی کی بات ہوئی، آج یہاں road map کی بات ہوئی تو میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کو سلام کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب تک ہیلتھ کے دونوں ڈیپارٹمنٹس کو bifurcate نہیں کیا جائے گا، علیحدہ علیحدہ deal نہیں کیا جائے گا، جب تک مریض پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ مرض پر کام نہیں کیا جائے گا تو اس وقت تک ہمارا ہیلتھ سسٹم take off پر نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر! آج اگر کسی شخص کو اس صوبہ میں ہیپاٹائٹس "سی" خدانخواستہ ہو جائے اور اس کا liver transplant کرنا پڑ جائے تو اس پر جو رقم چاہئے ہوتی ہے وہ آپ کے علم میں ہے اور ہمارے اراکین کے بھی علم میں ہے کہ لاکھوں روپے درکار ہوتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"شیر شیر، دیکھو دیکھو کون آیا شیر آیا شیر آیا" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔Order in No, No. the House جی، خواجہ صاحب! اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میری درخواست ہوگی کہ معزز ممبران نے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے اسے مسترد کیا جائے اور اس مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب سوال یہ ہے کہ

"ایک کھرب 7۔ارب28 کروڑ42لاکھ63ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ نمبرPC21016 "خدمات صحت" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب7۔ارب28 کروڑ42لاکھ،63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیر شیر، دیکھو دیکھو کون آیا شیر آیا شیر آیا" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا اب باقی ماندہ مطالبات زرپر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ نمبر PC21001

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 76 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21002

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3-ارب 71 کروڑ 43 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21003

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو60 کروڑ31لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21004

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو78 کروڑ81لاکھ85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21005

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ ارب35 کروڑ88 لاکھ38 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21006

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو8 کروڑ77لاکھ93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21007

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو51 کروڑ22لاکھ32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21008

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 54 کروڑ43لاکھ30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21009

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 16۔ارب 54 کروڑ 91 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد " آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21010

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 46۔ارب 65 کروڑ 60 لاکھ 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21011

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15- ارب95 کروڑ28 لاکھ7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21012

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو9- ارب17 کروڑ20 لاکھ44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21013

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو95-ارب59 کروڑ75 لاکھ26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21014

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو16 کروڑ5لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21017

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو13۔ارب35 کروڑ85لاکھ10ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21018

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15۔ارب6 کروڑ7لاکھ52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21019

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو70 کروڑ33لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21020

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو9۔ ارب79 کروڑ64 لاکھ20ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21021

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب8 کروڑ5لاکھ50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "کوآپریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21022

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7- ارب56 کروڑ70لاکھ53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21023

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7- ارب47 کروڑ57 لاکھ49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" متفرق محکمہ جات "برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21024

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5- ارب96 کروڑ9لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما

سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21025

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 11۔ارب 52 کروڑ 30 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21026

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 39 کروڑ 8 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC21027

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب60 کروڑ89لاکھ98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21028

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب73۔ارب80 کروڑ92لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21029

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو22 کروڑ38لاکھ89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21030

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو30-ارب40کروڑ41لاکھ56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC21031

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3-کھرب77- ارب34کروڑ38لاکھ29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جے آئی ٹی کا شور ہے، دونوں بھائی چور ہیں، گلی گلی میں شور ہے دونوں بھائی چور ہیں،
گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو، مودی کے یاروں کو ایک دھکا اور دو،
مک گیا تیرا شو نواز گو نواز گو نواز" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"چرسی چرسی، اک واری فیر شیر شیر، دیکھو دیکھو کون آیا شیر آیا شیر آیا،

چور مچائے شور رو عمران رو" کی نعرے بازی)

مطالبہ نمبرPC21032

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو88 کروڑ81 لاکھ20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC13033

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب42- ارب53 کروڑ26 لاکھ79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC13034

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو48 کروڑ56 لاکھ61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا

دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC13035

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "مک گیا تیرا شو نواز گو نواز گو نواز" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "چر سی چر سی" کی نعرے بازی)

مطالبہ نمبرPC13050

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5-ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC22036

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4- کھرب 54- ارب 71 کروڑ 48 لاکھ 22 ہزار 100 روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC12037

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 44- ارب 48 کروڑ 23 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC12038

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 13 کروڑ 44 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12040

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو45کروڑ9لاکھ 8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال 2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12041

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو90-ارب70کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2018 کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات و پل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زرمنظور ہوا)

مطالبہ نمبرPC12042

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو44-ارب51 کروڑ74 لاکھ83ہزار900 روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2018کو ختم ہونے والے مالی سال2017-18کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر PC12043

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو 18-ارب 30 کروڑ 2 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال 18-2017 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد " قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خودمختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "جے آئی ٹی کا شور ہے، دونوں بھائی چور ہیں" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "چرسی چرسی" کی نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 13-جون 2017 صبح 11:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔